بسم اللہ الرحمن الرحیم

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ

تبلیغی و تربیتی مجلہ

# ماہنامہ الفرقان ربوہ

## رمضان المبارک نمبر


رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ

دسمبر ۱۹۶۶ء



مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

معاونین

عطاء الکریم شاہد بی اے فاضل عربی

عطاء المجیب راشد ایم اے فاضل عربی

سالانہ چندہ

پاکستان و بھارت ...... چھ روپے

دیگر ممالک ......... تیرہ شلنگ

اس نمبر کی قیمت ..... ساٹھ پیسے


## فہرست مقالات


• شذرات ......... ایڈیٹر

• رمضان المبارک کی برکات —— جناب شیخ نور احمد صاحب منیر فاضل ربوہ

• رمضان المبارک کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات —— ماخوذ

• عزیزان واقفین لاجواب ہو گئے۔ جناب چوہدری محمد اقبل شاہد

# مجاہدِ احمدیت جناب شیخ عبدالقادرؓ کا وصال

ہندو ازم کو ترک کر کے اسلام کی آغوش میں آکر علمِ دین کی تکمیل کے بعد اپنی زندگی خدمتِ اسلام میں وقف کرنے والے نہایت مخلص اور وفادار بزرگ مجاہد حضرت شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ نومبر ۱۹۶۵ء کے تیسرے ہفتہ میں اپنے مولیٰ سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔
شیخ صاحب موصوف کی خوبیوں پر مشتمل ایک عمدہ فارسی نظم جناب متکلم صاحبؓ لکھی ہے (صفحہ ۲۹) شیخ عبدالقادرؓ کے اسلام لانے کے بعد سے ان کی وفات تک میرے اور ان کے دینی اور ذاتی تعلقات نہایت گہرے رہے ہیں۔ انکی دوستی لوجہ اللہ تھی اور نہایت قابلِ قدر۔ ہمارے اکثر امور باہمی مشورے سے طے ہوتے تھے اور ہمیشہ ہم ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ جوانی گزار کر بڑھاپے کو پہنچے مگر یہی محسوس ہوتا تھا کہ ہماری محبت شباب پر ہے۔ عزیزم شیخ صاحب کی طبیعت میں حلم اور بردباری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ میں نے کئی دفعہ انہیں کہا تھا کہ میں تو یہ نظارہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کسی سے لڑ رہے ہوں۔ مگر مجھے آخری دن تک ایسا دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔ شیخ صاحب موصوف معاملات میں بہت صاف تھے اور لوگوں سے بھی یہی توقع رکھتے تھے کہ وہ ایسے ہی ہوں۔ لین دین کا باقاعدہ حساب رکھتے تھے۔ ان کے تمام کاروبار تقویٰ اللہ پر مبنی تھے۔
خدمتِ دین کو سعادت اور نعمت سمجھتے تھے اور پوری محنت سے سلسلہ کا کام کرتے تھے۔ انہیں جس جگہ بھی اور جس کام پر بھی متعین کیا گیا انہوں نے پورے خلوص سے اپنے فرائض کو انجام دیا۔ ارحم الراحمین خدا انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین
شیخ عبدالقادرؓ سلسلہ احمدیہ کے ہمہ وقت خادم تھے اور انہوں نے بھی خدمت بجا لانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تقریر کے علاوہ تحریر کا بھی عمدہ ملکہ عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک مفید مجموعہ مرتب کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح پر ایک مبسوط کتاب لکھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے حالات پر جامع تالیف شائع کی۔ حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک کتاب مدوّن کی۔ ابھی آخری دنوں لاہور کی تاریخ احمدیت پر ایک مستند کتاب شائع کی۔ شیخ صاحب کو کام کی دھن تھی۔ جب کہا جاتا کہ آپ کو اتنی جلدی کیا ہے تو کہتے کہ جو کام ہو جائے وہی بہتر ہے۔
شیخ عبدالقادرؓ عالم باعمل تھے، صاحبِ رؤیا تھے۔ اپنی وفات کے متعلق بھی انہوں نے تازہ رؤیا دیکھی تھی جسے لاہور میں کئی احباب کو سنا چکے تھے جو حرف بحرف پوری ہو گئی۔ میرے ساتھ قلبی اُنس کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنی کئی خوابوں میں اپنے آپ کو میرے ساتھ دیکھتے تھے۔ میرے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے جس طرح مخلص شاگرد پیش آتے ہیں اور کہا بھی کرتے تھے کہ میں آپ کا شاگرد ہوں۔ بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ ایسے مخلص بھائی اور وفادار عزیز دوست بہت ہی کم ملتے ہیں۔ ان کی وفات ایک جماعتی صدمہ ہے۔ مشرق اور مغرب کی تمام احمدی جماعتیں ان کی یاد میں افسردہ اور دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عزیز بھائی شیخ عبدالقادرؓ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات ہمیشہ بلند فرماتا رہے۔ آمین
حضرت شیخ عبدالقادرؓ کی بے لوث زندگی میں ایک بات نہایت نمایاں تھی کہ آپ کو نظامِ سلسلہ کا انتہائی احترام تھا اور امامِ وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے عشق تھا۔ حضورؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بھی محترم شیخ صاحب سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کی خدماتِ دینیہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ سے بھی روحانی لگاؤ تھا اور آپ پر فدا تھے۔ ایک شاعر کا قول ہے

إِنَّمَا الْمَرْءُ حَدِيثٌ بَعْدَهُ ÷ فَكُنْ حَدِيثًا حَسَنًا لِمَنْ وَعَى

کہ مرنے کے بعد انسان کا تذکرہ ہی رہ جاتا ہے تو پیچھے یاد کرنے والوں کے لئے اچھی یاد بن۔" محترم شیخ عبدالقادرؓ اپنے بزرگ ساتھیوں کی طرح اب ہم سب کے لئے اچھی یاد بن گئے ہیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔
اللہ تعالیٰ ان کے اہل و عیال پر بھی خاص الخاص رحمتیں نازل فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین
نوٹ:۔ ارادہ ہے کہ عنقریب حضرت مولانا شمس صاحبؓ اور حضرت شیخ عبدالقادرؓ کے متعلق الفرقان کا ایک خاص نمبر شائع کیا جائے۔ وباللہ التوفیق۔

۳/۳/۱۹۶۶ء

**ابوالعطاء جالندھری**

# شذرات

(۱)

## رُوحانی برکات و انوار کا مہینہ

رمضان المبارک اپنی برکات اور انوار کے لحاظ سے بے نظیر مہینہ ہے۔ جس طرح موسم بہار میں زندہ درختوں پر زندگی اور تر و تازگی نمایاں ہوجاتی ہے اسی طرح رمضان المبارک کے آنے سے اہلِ ایمان کے ایمان و عمل میں غیر معمولی ترقی ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت و درس کا اہتمام، دنوں کے روزے، اور راتوں کا قیام، دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی کثرت، باہمی اخوت اور شفقت کا نمایاں اضافہ ایسی برکات ہیں جو ایسے واضح رنگ میں نظر آتی ہیں کہ مخالفینِ اسلام بھی رمضان المبارک کی برکات کو محسوس و مشہود پاکر کہتے ہیں کہ کاش! ہمارے ہاں بھی یہ صورت ہوتی رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔

قارئین کرام کے ہاتھوں میں رسالہ پہنچنے تک اس خیر و برکت کے مہینہ کا آغاز ہو رہا ہوگا اسلئے رمضان المبارک کے مسائل سے اس نمبر کو مخصوص کر دیا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب بھائیوں اور بہنوں کو رمضان المبارک کی برکات سے کامل حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(۲)

## پادریوں کا اپنے چیلنج سے انحراف!

عیسائی رسالہ کلامِ حق گوجرانوالہ لکھتا ہے:-

"پادری این سی عنایت صاحب نے کلامِ حق (اگست ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۱) میں مرزائی دوستوں کو چیلنج دیا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ وفاتِ مسیح حیاتِ مسیح کے موضوعات پر مباحثہ کرلیں" (نومبر ۱۹۶۲ء)

ہم نے ماہنامہ الفرقان میں پادری صاحب کا مذکورہ چیلنج منظور کرتے ہوئے لکھ دیا تھا کہ:-

(الف) "ہمیں پادری صاحب کا چیلنج منظور ہے۔ اگر وہ دل سے چاہتے ہیں کہ ہم ان کے سامنے وفاتِ مسیح ثابت کردیں اور عیسائیت کا مُردہ ہونا واضح کردیں تو وہ آئیں آسان طریقِ مناظرہ یہ ہے کہ اس موضوع پر ہم اور وہ تحریری مناظرہ کرلیں جو بعد ازاں افادۂ عام کے لئے طبع ہو جائے گا۔"

(ب) "اگر پادری عنایت صاحب آمادہ ہوں تو مطلع فرمائیں۔ ان کی طرف سے منظوری کی اطلاع آنے پر یہ مناظرہ شروع ہو جائیگا اور ہم اپنا پہلا پرچہ دو ہفتے میں ارسال کردیں گے انشاء اللہ۔ کیا پادری صاحب تیار ہیں؟"

(الفرقان اکتوبر ۱۹۶۲ء)

ہمارے اس اعلان کے جواب میں جناب پادری جان صاحب نے اپنے تازہ مقالہ میں لکھا ہے کہ:۔

"ہم حقیقت کو دنیا کے سامنے پیش کرتے رہیں گے اور **آپ سے کسی موضوع پر مباحثہ نہیں کرینگے** جب تک پہلے میاں ناصر احمد صاحب کے ساتھ پادری ناصر صاحب کا فیصلہ نہ ہو لے۔ بہرحال یہ آپ ضرور لکھیں کہ میاں صاحب کیوں پادری ناصر صاحب کے جواب کا جواب نہیں دیتے؟" (کلام حق نومبر ۶۶ء ص۱۳)

گویا عیسائی پادری اپنے چیلنج سے تو منحرف ہو گئے ہیں اور اس کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ وفات مسیح کے موضوع پر احمدی مناظر سے مقابلہ کریں۔ ہماری طرف سے چیلنج کو منظور کر لینے کے بعد اب پادری صاحب کو یہ خوب سوجھی ہے کہ پہلے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ والے چیلنج کا فیصلہ ہونا ضروری ہے اس سے پہلے "ہم آپ سے کسی موضوع پر مباحثہ نہیں کریں گے"۔ پادری صاحب! گستاخی معاف! اگر یہی صورت تھی تو ماہِ اگست ۶۶ء میں "مرزائی دوستوں کو چیلنج" کس برتے پر دیا تھا کہ "ہمارے ساتھ وفاتِ مسیح، حیاتِ مسیح کے موضوعات پر مباحثہ کر لیں"؟ آپ کا یہ عذرِ خام تو "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید" کا مصداق ہے۔ آئیے اب ہم آپ کے استفسار کا جواب بھی عرض کرتے ہیں ——

## (۳)

## حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کا انعامی چیلنج

پادری جان صاحب مجھ سے پوچھتے ہیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ "کیوں پادری ناصر صاحب کے جواب کا جواب نہیں دیتے"؟ سو موٴدبانہ گزارش ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے ان الفاظ میں چیلنج دیا ہے کہ:۔

"میں جماعت احمدیہ کا **امام** ہونے کی حیثیت سے **عیسائی دنیا** کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ہم سے اس رقم سے سو گنا زیادہ (پچاس ہزار روپیہ) نقد وصول کریں بشرطیکہ جو حقائق و معارف سورہ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں اسی قسم کے حقائق و معارف وہ اپنی تمام کتابوں کے مجموعہ سے پیش کریں۔"

ظاہر ہے کہ یہ چیلنج "**عیسائی دنیا**" کے نام ہے اور جماعت احمدیہ کے **امام** کی طرف سے ہے اور اس چیلنج کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ **پچاس ہزار روپیہ** کا انعام مقرر کیا گیا ہے۔ موضوعِ بحث یہ ہے کہ آیا قرآن پاک کی سورۃ فاتحہ کے حقائق و معارف کے مقابلہ پر عیسائی دنیا اپنی کتابوں سے ویسے معارف پیش کر سکتی ہے؟

اب چاہئے تھا کہ عیسائی دنیا کے نمائندے اس مقابلہ کے لئے آگے بڑھتے اور فیصلہ کرتے۔ عیسائی دنیا کا کوئی "امام" اس چیلنج کو قبول کرتا یا کوئی فرقہ بحیثیت فرقہ اس دعوت کو منظور کرنے کی ہامی بھرتا اور پھر اپنی طرف سے نمائندہ یا نمائندے مقرر کرتا۔ حصولِ انعام کے طریق کا تصفیہ کرتا۔ اور پھر مطالبہ کیا جاتا کہ چیلنج دہندہ یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ سورۃ فاتحہ سے وہ حقائق و معارف پیش کریں جن کی مثل بائیبل سے پیش کرنے پر

عیسائی دنیا کا نمائندہ یا نمائندے پچاس ہزار روپے کے انعام کے مستحق قرار پا سکتے ہیں۔ یہ وہ صحیح طریق تھا اور ہے جسے پادری صاحبان کو اختیار کرنا چاہیئے تھا اور اب بھی کرنا چاہیئے۔

پادری صاحبان پر واضح رہے کہ پادری کے۔ ایل ناصر صاحب کا اپنے رسالہ میں دو تین قسطیں لکھ دینا ہرگز طریق فیصلہ نہیں ہے۔!

ایک چٹھی میں پادری الیاس مل صاحب نے بھی لکھا تھا کہ میں اس چیلنج کو منظور کرتا ہوں جس پر انہیں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری سے جو جواب میں نے دیا تھا اس میں لکھا گیا تھا کہ:۔

"یہ چیلنج حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے عیسائی دنیا کے نام ہے اسلئے ضروری ہوگا کہ آپ عیسائیوں کے جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں کم از کم اس کی مینجنگ باڈی اس چیلنج کی منظوری کا اعلان کرے اور شرائط طے کرے۔ پھر انہیں اختیار ہوگا کہ وہ جسے یا جس جس کو چاہیں مقابلہ کے لئے اپنا نمائندہ مقرر کر دیں خواہ وہ آپ کو ہی نمائندہ مقرر کر دیں۔ ایسی صورت میں یہ مقابلہ مفید اور نتیجہ خیز ہو سکتا ہے اور اسی سے فیصلہ پر پہنچنے کے لئے طے شدہ شرائط کے مطابق آسان راہ پیدا ہو جائے گی"

(الفرقان اگست ۱۹۶۶ء صٗ)

اس کے بعد پادری الیاس صاحب بالکل خاموش ہو گئے ہیں ہمیں یقین ہے کہ معقول مسیحی، پادری ہو یا غیر پادری، جب بھی اس صحیح پوزیشن پر غور کرے گا تو لامحالہ اسے درست تسلیم کرے گا۔

پادری کے۔ ایل ناصر صاحب نے تو یونہی چند صفحات لکھ کر دعویٰ کر دیا ہے کہ "سورۂ فاتحہ کے حقائق و معارف صدیوں پیشتر بائبل مقدس میں موجود تھے" حالانکہ ابھی تک وہ سورۂ فاتحہ کے حقائق و معارف سے سراسر ناواقف ہیں۔ خدا کرے کہ پادری صاحبان صحیح طریق سے اس انعامی چیلنج کے مقابلہ کے لئے میدان میں آجائیں تو انہیں پتہ لگے گا کہ سورۂ فاتحہ کن عظیم اور بے نظیر حقائق و معارف پر مشتمل ہے۔

امید ہے کہ پادری جان صاحب ہماری اس وضاحت سے مطمئن ہو کر اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیں گے کہ وہ صحیح طریق سے مقابلہ پر آئیں۔ ہمیں ہرگز اس پر اعتراض نہ ہوگا کہ خواہ کوئی عیسائی فرقہ پادری کے۔ ایل ناصر صاحب کو ہی اپنا نمائندہ مقرر کر لے مگر معاملہ صحیح طریق پر اور پوری سنجیدگی سے طے ہونا چاہیئے۔


## درخواستِ دعا

معاونین خاص رسالہ الفرقان کیلئے رمضان المبارک میں جملہ قارئین کرام سے خاص دعا کی درخواست ہے۔

(ابو العطاء)

## تفہیمات ربانیہ

غیر احمدیوں کے جملہ اعتراضات کے جواب پر مشتمل اب نایاب ہونیوالی ہے جلد خرید لیں۔ قیمت سفید کاغذ گیارہ روپے۔

(مینجر الفرقان)

# رمضان المبارک اور اُسکی برکات و فیوض

(از جناب شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

## (۱) اسلامی عبادات کا فلسفہ

اسلام میں عبادت کی بنیادی غرض یہ ہے کہ انسانی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے احکام کے مطابق بسر ہو۔ اور معرفت الٰہی حاصل ہو۔ ایک مسلمان کے لئے یہ امر انتہائی ضروری اور بطور فرض کے قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے ہر مسلمان کو اس غرض کے لئے عملی طور پر تیار کرنے کے لئے مکمل لائحہ عمل بنایا جو ہر عاقل بالغ اور تندرست کے ذہن، اخلاق اور عادات کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے وقف کر سکے جس سے مقصود ہر مسلمان کی ایسی تربیت اور ٹریننگ ہے تا روحانی اور اخلاقی لحاظ سے اسلامی معاشرہ میں خوشگوار فضا ہو سکے۔ اس بلند اور مبارک مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے بعض عبادات فرض کی ہیں۔ اسلامی معاشرہ کے قیام میں ان کی اہمیت اور افادیت مسلّم ہے۔ روزوں کی ایک ماہ کی عبادت بھی اسی غرض کی تکمیل کے لئے فرض کی گئی ہے۔ اس سے مسلمانوں کی وحدتِ ملّی اور فکری کا نظام مکمل ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے ایام میں فرزندانِ اسلام چاہے وہ دنیا کے کسی گوشہ میں ہوں روزوں کی عبادت اور روحانی ریاضت میں وقت گزار رہے ہوتے ہیں گو وہ الگ الگ شہروں اور ممالک میں رہتے ہیں لیکن رمضان میں ان کے خیالات و افکار میں وحدت اور یگانگت ہوتی ہے۔ اسلام کا نظامِ عبادت ہر جگہ اور ہر ملک میں ان پر اثر انداز ہوتا ہے۔

## (۲) روزوں کی فرضیت

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے چوتھا رُکن روزہ ہے۔ تاریخ اسلام کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ناقابلِ برداشت مظالم کے پیشِ نظر جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو اس تاریخی ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں ہر بالغ مسلمان پر روزے فرض کئے گئے بشرطیکہ وہ مسافر یا بیمار نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں روزہ کی فرضیت کے متعلق مندرجہ ذیل نص وارد ہوئی ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ

فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۚ وَاَنْ
تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ
اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ
الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (البقرہ: ۱۸۴ تا ۱۸۶)

**ترجمہ:۔** اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اُسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ تم متقی بن جاؤ سو تم روزے رکھو چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے اَور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو (فدیۂ رمضان کی) طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا دینا (بطور فدیۂ رمضان کے) واجب ہے۔ اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر تم علم رکھتے ہو (تو سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں۔ اسلئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیئے کہ وہ اس ماہ کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اَور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور یہ حکم اس نے اسلئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو اور اس پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم اس کے شکر گزار بنو"

یہ وہ عظیم الشان قرآنی نص ہے جس کے ذریعہ اُمتِ مسلمہ پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

عصرِ حاضر میں الحاد، دہریت اور ذہنی آوارگی کا عام انتشار ہے۔ خدا تعالیٰ نے آیاتِ بالا میں اُمتِ مسلمہ پر روزے فرض کر کے فرزندانِ اسلام پر عظیم الشان احسان فرمایا ہے۔ وہاں ایسا احسان جو [illegible]

لئے برکت، رحمت اور نور ہے۔ ہماری جملہ اخلاقی، اقتصادی اور عائلی کمزوریوں، قباحتوں اور بیماریوں کا علاج اور تریاق ہے۔ روزہ اپنے احکام کے رُو سے بعض پابندیوں کے ساتھ دراصل ایک اجتماعی فرض کو لئے ہوئے ہے اور ملتِ اسلامیہ کے ہر فرزند پر فرض ہے کہ وہ احکامِ خداوندی اور ارشاداتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر پورا ایک ماہ روزے رکھے ــــــ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اسلامی روزہ کے نظام کے عملی اور اجتماعی نتائج بڑے حیرت انگیز اور خوشکن ہیں۔ روزے ہماری انفرادی اور قومی زندگی کے ہر گوشہ میں مشعل اور قندیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ روزوں کے احکام پر عمل کرتے ہوئے قوم میں انقلابی رُوح پیدا کی جا سکتی ہے۔ یہی وہ انقلاب ہے جس کا تقاضا قرآن کریم ہم سے کرتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے تعمیری انقلاب کا ذکر قرآن کریم میں یوں کیا گیا ہے:-

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حالات کو اسی صورت میں بدلتا ہے جبکہ وہ لوگ خود اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لیں۔

آج کی تہذیب جو فیشن اور ملمع سازی کو لئے ہوئے یورپ اور امریکہ سے آئی ہے ہمارے اسلاف اس سے کوسوں دُور تھے۔ یہ عُریانی اور فحاشی کے بظاہر دلفریب مناظر ہیں مگر یہ سب کچھ فریب اور بے حیائی ہے مغربی تہذیب کے دلدادگان اس کو آزادی کے نام سے موسوم کرتے ہیں لیکن اسلامی معاشرہ میں یہ بربادی اور تخریب کا حکم رکھتی ہے ؎

تجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
جو ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں ہے عیّاری

## ۳- روزہ تاریخی حقائق کی روشنی میں

قرآن مجید نے آیاتِ بالا میں یہ بیان کیا ہے کہ روزہ کی عبادت جملہ ادیان اور مذاہب میں پائی ہے۔ چنانچہ استقراء اور تاریخِ ادیان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ تمام ادیان میں فرض تھا۔ البتہ روزہ کے احکام، اس کی پابندیوں اور تعداد میں فرق ہے۔ آج بھی مختلف مذاہب میں روزہ کا رواج پایا جاتا ہے۔ روزہ کی خوبیوں اور فوائد کی بناء پر ہی اس کی فرضیت اسلام میں کی گئی ہے تا اُمتِ اسلامیہ بھی روزہ کے ذریعہ اپنی معاشرت اور ماحول میں اطمینان، سکون اور راحت کی فضا پیدا کر سکے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے فریضہ کو کما حقہٗ سرانجام دے سکے۔

یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع میں روزہ رکھتے ہیں اور اس میں وہ غیر معمولی اہتمام کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے کہ آپ نے جبل الطور پر چالیس دن کے روزے رکھے تھے:۔

"سو وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا۔" (خروج)

"پھر سموئیل نے کہا کہ سب اسرائیل کو مصفاہ میں جمع کرو اور میں تمہارے لئے خداوند سے دُعا کروں گا سو وہ سب مصفاہ میں فراہم ہوئے اور پانی بھر کر خداوند کے آگے انڈیلا اور اس دن روزہ رکھا۔"

(سموئیل ۱ : ۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی روزے رکھا کرتے تھے اور ان کی اتباع میں آج بھی بعض عیسائی روزہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:۔

"اس وقت رُوح یسوع کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرکے آخر کو اُسے بھوک لگی۔" (متی ۴ : ۲، ۳)

یہاں فاقہ سے مراد روزہ ہے۔

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے شاگردوں نے دریافت کیا کہ ہم پلید رُوحوں کو کس طرح نکال سکتے ہیں؟ وہ جواب میں فرماتے ہیں:۔

"یہ جنس (پلید رُوح) سوائے دُعا اور روزہ کے کسی طرح نہیں نکل سکتی۔" (متی ۱۷ : ۲۱)

یہود نے روزوں میں بعض بدعتیں اور تکلفات اختیار کر لئے تھے جن میں ریا پایا جاتا تھا اس پر حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں اور پیروؤں کو روزہ رکھنے کا صحیح طریق بتاتے ہوئے فرمایا:۔

"پھر جب تم روزہ رکھو ریاکاروں کی مانند اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا مُنہ بگاڑتے ہیں کہ لوگوں کے نزدیک روزہ دار ٹھہریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا بدلہ پا چکے۔ پر جب تم روزہ رکھو اپنے سر میں تیل لگاؤ اور مُنہ دھوؤ تاکہ تم آدمی پر نہیں بلکہ اپنے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھ کو آشکارا بدلہ دے۔" (متی باب ۶)

قدیم مصریوں میں بھی روزہ کا رواج تھا۔ اگرچہ قدیم مصری مذہب بُت پرستی کا مذہب تھا تاہم اس مذہب کے پیرو اپنے بُتوں کو خوش کرنے کے لئے اور اُن کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے روزے رکھا کرتے تھے اور کئی قسم کی جسمانی تکلیفیں اپنے اُوپر وارد کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح اہلِ یونان میں بھی روزہ کا رواج تھا بالخصوص یونانی عورتیں روزہ رکھنے میں خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔ ہندو مذہب میں تو ہر ماہ بعض "برت" یعنی روزے رکھنے کا رواج ہے۔ اور ہندو مذہب کے مذہبی لیڈروں میں چلہ کشی کا رواج تو معروف ہے۔ گو روزوں کی تعداد، احکام اور روزہ کے وقت

کے متعلق جملہ ادیان میں فرق ہے۔

مشرکینِ عرب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جاہلیت کے ایام میں عاشورہ (دسویں محرم) کے دن روزہ رکھا کرتے تھے کیونکہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔ (البخاری کتاب الصوم)

الغرض قرآن کریم کا مندرجہ بالا تاریخی بیان بالکل مبنی بر حقیقت ہے کہ اے مسلمانو! روزہ صرف تم پر آج فرض نہیں کیا گیا بلکہ تم سے پہلے بھی گزشتہ اقوام و ملل پر یہ فرض کیا گیا تھا۔ اس بیان کی تائید انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں (FASTING) کے زیرِ عنوان مقالہ مندرجہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۴ سے بھی ہوتی ہے۔ لکھا ہے:۔

Commonest by far, however, of all the uses of voluntary fasting, in the past and at the present time, is its practice as an act of self-denial with definite religious intention. By the greater number of religions, in the lower, middle and higher cultures alike, fasting is largely prescribed, and where it is not required it is nevertheless practised to some extent by individuals in response to the promptings of nature.

ماضی اور حال میں طوعی روزوں کے دیگر فوائد میں سے ایک عام فائدہ مذہبی مقصد اور مدعا کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کو مارنا بھی ہے۔ اکثر مذاہب میں چھوٹے بڑے اور درمیانی طبقات کے لئے مساویانہ روزہ کا وجود پایا جاتا ہے اور اگر کہیں روزہ جماعتی رنگ میں نہ بھی ہو تو بھی خدائی تحریک و ترغیب پر انفرادی رنگ میں اس کا رواج ملتا ہے۔"

پھر لکھا ہے:۔

"روزہ کے اصول اور طریقے گو آب و ہوا، قومیت و تہذیب اور گرد و پیش کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوں لیکن ہم کسی ایسے مذہب کا نام مشکل سے لے سکتے ہیں جس کے مذہبی نظام میں روزہ تسلیم نہ کیا گیا ہو۔"

(جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۳)

(۴)

# روزہ کے لغوی و فکری معنے

عربی زبان میں روزہ کو لفظ صَوم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لغت میں لفظ صَوم کے معنے مطلقاً "الامساك" یعنی رُکنے اور روکنے کے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ صامت الشمس اذا وقفت فی کبد السّماء وامسکت عن السیر ساعة الزوال یعنی جب سورج زوال کے وقت بظاہر چلنے سے رُک گیا تو گویا اس نے روزہ رکھ لیا۔

قرآن کریم میں لفظ صَوم بات کرنے سے رُک جانے کے معنوں میں بھی وارد ہوا ہے۔ چنانچہ "اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا" کی آیت میں لفظ صَوم کے معنے بات اور گفتگو کرنے سے رُک جانے کے ہیں۔ مشہور شاعر النابغة کا ایک شعر بھی لفظ صَوم کے معنوں میں پیش کیا جاتا ہے ؎

خیل صیام وخیل غیر صائمة
تحت العجاج واخری تعلك اللجما

یعنی کئی گھوڑے چارہ کھانے سے رُکے ہوئے اور بعض گھوڑے چارہ کھانے سے رُکے ہوئے نہیں"

صَوم کی شرعی اصطلاح کے بارے میں امام نووی لکھتے ہیں :-

"انّهٗ امساك مخصوص فی زمن مخصوص بشرائط مخصوصة"

یعنی کھانے پینے وغیرہ سے رُکنے، اور ایک خاص مقررہ وقت تک کے لئے رُکنے اور پھر مخصوص شرائط کے ساتھ رُکنے کو اسلامی اصطلاح میں صَوم کہتے ہیں"

مندرجہ بالا لغوی اور اصطلاحی معانی کے پیش نظر نیز قرآنی احکام اور احادیث نبویہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے لفظ صَوم کے پورے معنے یوں ہوں گے کہ :-

ایک عاقل اور بالغ اور تندرست مسلمان صبح صادق سے لیکر سورج کے غروب ہونے تک کھانے پینے، جنسی تعلقات، سب وشتم اور غیبت سے اپنے آپ کو روکے اور اس وقت میں قرآن کریم کی تلاوت کرے، فقراء و مساکین کی خدمت کرے، عبادت میں انہماک اختیار کرے۔ ایک مومن مسلمان ان ایام میں اپنے نفس پر اور جسم کے ہر عضو پر کنٹرول کرے۔ جسم کا ہر حصہ یہ محسوس کرے کہ میرے اندر روزہ کی وجہ سے ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ جب انسانی جسم کا ہر حصہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے گا تو انسانی نفس غیر معمولی روحانی انقلاب اور تغیر پیدا کرے گا جسے اصلاح نفس سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور قرآنی اصطلاح میں اسے "تقویٰ" کہا جائے گا کیونکہ روزہ

کی علتِ غائی ہی لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ہے۔

—(۵)—

# روزہ کا مقام اسلامی معاشرہ میں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزہ کے مقاصد ثلاثہ قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں:-

۱۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اخلاقی اور اجتماعی کمزوریوں سے بچو۔

۲۔ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے مطابق اس کی عظمت بیان کرو۔

۳۔ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ تاکہ تم اس کا شکر کرو۔

آ۔ تقویٰ کا حصول روزہ سے اس طرح ہوتا ہے کہ جب ایک مسلمان کے قلب میں خشیۃ اللہ پیدا ہوتی ہے تو وہ اپنے ہر کام میں رضاء ربانی کو مدنظر رکھتا ہے۔ اور اس خوبی کی وجہ سے اس کو بُرے کاموں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور اچھے کاموں کی طرف رغبت اور میلان ہو جاتا ہے کیونکہ متقی شخص وہ ہوتا ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی مرضی کے مطابق ہو۔

ب۔ روزہ سے دوسری غرض اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعتراف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کا تصور بھی دل میں نہ آئے اور حقیقی توحید کا زبان اور دل سے اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے لئے وقف کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رمضان کے روزے ختم ہو جاتے ہیں تو عید الفطر کی نماز کی تقریب میں کثرت سے تکبیرات کہنے کا ارشاد ہے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد۔

ج۔ تیسری غرض روزوں سے اظہارِ شکر ہے۔ عربی زبان میں شکر کے معنے قدر کرنے اور پورا حق ادا کرنے کے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا حقیقی شکر یہ ہے کہ انسان کے جملہ اعضاء۔ دماغ، دل، زبان، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کام کریں اور ان اعضاء سے جائز کام لیا جائے تب ایک انسان کہہ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہوں۔ رمضان میں عملی طور پر شکر کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ یہ وہ تین مقاصد ہیں جو آپس میں گہرا ارتباط رکھتے ہیں۔ اگر تقویٰ سے ذہنی طور پر انسان کو تیار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کی بڑائی کے اظہار اور شکر سے عملی طور پر انقلاب پیدا کرتا ہے اور جس شخص کو یہ تین خوبیاں حاصل ہو جائیں وہ زندگی کے ہر گوشہ میں کامران ہے اور ایسے معاشرہ کے افراد انتہائی خوش قسمت ہیں

کیونکہ اس قسم کے معاشرہ سے باہمی تنازعات و مخاصمات بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔

روزہ ہر سال ایک مہینہ میں ہم سے اِن قسم کے تقاضے اور مطالبات کرتا ہے جس کا تعلق ہماری اجتماعی ٹریننگ سے ہے۔ وقت مقررہ پر روزہ رکھنا ہوتا ہے اور وقت مقررہ پر ہی افطاری کرنی ہوتی ہے اور جو مسلمان روزہ رکھتا ہے باوجود پیاس کی شدت کے وہ پانی کی ایک بُوند بھی نہیں پی سکتا۔ بھوک کی حالت میں اسے کھانے کی طرف رغبت ہی نہیں ہوتی۔ یہ کتنا زبردست ایمان اور یقین ہے اللہ اور رسول کے ارشاد پر۔ یہ وہ خشیت اللہ کا مقام ہے کہ جس نے روزہ دار کے اندر قوتِ یقین پیدا کر دی۔ جب امیر اور غریب روزہ رکھتے ہیں تو ان کی معاشرت میں ایک نوع کی یگانگت اور مساوات ہوتی ہے۔ یہ فقراء اور پسماندہ طبقہ کے حقوق کی طرف توجہ دلانے کا عملی طریقہ ہے۔ امراء کو بھوک کے احساس کا تجربہ روزہ کے ذریعہ کروایا جاتا ہے۔

رمضان شریف میں تراویح اور تہجد کے لئے غیر معمولی اہتمام کرنا پڑتا ہے پیاس اور بھوک کی وجہ سے انسانی حس تیز ہو جاتی ہے انسانی ضمیر اس عبادت اور فاقہ کی ریاضت کی صورت میں سوال کرتا ہے کہ میری قوم کے فقراء اور غرباء کا کیا حال ہوگا جن کو کھانے کے لئے میسر نہیں جن کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے۔ یتامیٰ اور بیوگان پر کیا گزرتی ہوگی جو نانِ شبینہ کے محتاج ہیں جن کے آرام اور زندگی کے سہارے شہرِ خموشاں میں دائمی نیند سو رہے ہیں۔ ایسی خاص اور پُرکیف فضا میں ہر عاقل یہ محسوس کرتا ہے کہ بلاشبہ روزہ ایک انقلابی تحریک ہے جو قوم میں یگانگت، وحدت، باہمی محبت، اخوت، مساوات، مواسات، محنت اور شدائد کی برداشت، اطاعت، حسنِ سلوک، امیر اور فقیر کے تعلقات میں اعتدال، صلہ رحمی، عفت، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ اور کامل انہماک اور سب سے بڑھ کر روزہ خشیت اللہ پیدا کرتا ہے۔ ارکانِ اسلام میں سے روزہ عالمی اسلامی محبت اور برادری کی تکوین کرتا ہے جو مکان اور زمان کی پابندی سے آزاد ہے ؎

نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

دوسری طرف روزہ کی وجہ سے فخر و تکبر، انانیت، دھوکہ، بدعہدی، جھوٹ، نفس پروری، اسراف، رشوت، سُود، شراب نوشی، سنگدلی، بے حیائی اور بدکاری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہی بعثتِ محمدیہ کی بنیادی غرض ہے اور یہی رسالتِ محمدیہ کا فلسفہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ یعنی سُن رکھو اور اس امر کو ذہن نشین کر لو کہ میری بعثت کی غرض صرف یہ ہے کہ مَیں دنیا میں اخلاقی محاسن و مکارم کی تکمیل کروں اور یہ خوبی مکمل صورت میں صرف روزہ کے ذریعہ ہی قوم میں پیدا ہو سکتی ہے۔ روزہ کے ذریعہ جہاں انفرادی اخلاق اُبھرتے ہیں وہاں قومی اخلاق بھی ترقی کرتے ہیں۔

لگاتار فاقہ اور بھوک کی عادت سے اور پیاس کی برداشت سے زبان کے مختلف تکلفات اور چسکوں سے

انسان بچ جاتا ہے جس سے استقامت حاصل ہوتی ہے اور جفاکشی کی عادت بڑھ جاتی ہے۔ انسانی زندگی کے لئے یہ خوبیاں بہت ہی کارآمد ہیں حضرت رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم استقامت کی بہت تلقین فرمایا کرتے تھے۔

ایک اور فائدہ روزہ سے یہ ہے کہ مسلسل بھوک اور پیاس کی برداشت سے انسان کی بہیمیت اور حیوانیت کا احساس کمزور ہو جاتا ہے۔ عیاشی اور فحاشی اور دوسری مصنوعی خواہشات دب جاتی ہیں اور اس طریقہ سے دل و دماغ متاثر ہوتے ہیں۔ ایسا شخص بدنظری اور بدعملی سے رُک جاتا ہے اور ایسے انسان میں ضبط و نظم کی پابندی پیدا ہو جاتی ہے اور خود اعتمادی کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ الغرض روزہ اسلام کا وہ عظیم الشان رُکن ہے جس کی انفرادی حیثیت مسلّم ہے اور جسے امتیازی پوزیشن حاصل ہے۔ اسلامی معاشرہ میں روزہ بدیوں سے رُکنے اور نیک اعمال کے بجا لانے کے لئے محرک ہے کیونکہ روزہ انسان کو محاسبۂ نفس کے لئے توجہ دلاتا ہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ بھی یہ ہے کہ اس میں رُوحانی تپش ہوتی ہے جو ایمانی حرارت میں اضافہ کرتی ہے۔ عربی زبان میں رمض کے معنے پتھروں کی گرمی یا سورج کی گرمی کے ہیں۔ رمضان کی جمع رمضانات۔ رماضین۔ ارمضاء۔ ارمضۃ ہے۔ (المنجد)

—(۶)—

# فضائل روزہ احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

اسلام میں روزہ کے کیا فضائل ہیں؟ روزہ کیوں اور کیسے رکھا جاتا ہے؟ اس غرض کیلئے احادیث الرسولؐ کا مفید مجموعہ پیش کیا جاتا ہے تا قارئین کو معلوم ہو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ جیسے رُکن اسلام کی کتنی عظیم الشان اہمیت بیان فرمائی ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور اتباع میں ہی قوم اور شخص کی زندگی ہے۔

## جنت کے دروازے کھلنے کا ماہِ مبارک

حضور انورؐ فرماتے ہیں:۔

۱۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان اوّل لیلۃ من شھر رمضان صفدت الشیاطین و مردۃ الجنّ و غلّقت ابواب النار فلم یفتح منھا باب و فتحت ابواب الجنۃ فلم یغلق منھا باب و ینادی منادٍ یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشرّ اقصر و للّٰہ عتقاء من النار

وذلك كل ليلة ۔ (ترمذی)

یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت ماہ رمضان کی پہلی رات شروع ہوتی ہے شیطان اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کا کوئی دروازہ مطلقاً نہیں کھولا جاتا۔ جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اے طالب خیر! نیکی کی طرف متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے! تو فوری طور پر بدی سے رک جا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس ماہ رمضان میں کئی لوگوں کو آگ کے عذاب سے آزاد فرماتا ہے اور یہ کارروائی رمضان کے ماہ میں ہر روز ہوتی ہے۔"

اللہ! اللہ! ماہ رمضان کی فضیلت اور روزوں کے محاسن پر یہ حدیث کیسی جامع و مانع ہے۔ اس حدیث میں دریا کو کوزہ میں بند کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ دراصل روزہ کے جملہ احکام و مسائل سے فرزندانِ توحید کا رجحان نیکی اور سعادت کی طرف غیر معمولی طور پر بڑھ جاتا ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے آزاد اور آوارہ مزاج اشخاص بھی اپنے طور و طریق رمضان میں بدل لیتے ہیں۔ دراصل یہ اس غیبی ندا کا ہی اثر ہے جس کا اظہار اس حدیث میں کیا گیا ہے۔

یہ کیسا مبارک مہینہ ہے۔ ماحول میں یکایک تبدیلی آجاتی ہے۔ ہر طرف ذکر الٰہی، تلاوتِ قرآن کریم، درس قرآن مجید و حدیث نبویؐ، وعظ و نصیحت کی مجالس کا انعقاد۔ امراء فقراء کی خدمت کرتے ہیں۔ الغرض یہ مبارک مہینہ نیکی کی ندا کرتا ہے۔

## شیطانی خیالات سے رکنے کا مہینہ

۲۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشياطين (البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا آغاز ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔"

کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو اس مبارک ماہ کے فضائل اور خصائص اخلاقیہ سے باوجود معلوم کرنے کے فائدہ نہ اٹھائے۔ یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ہے کہ چونکہ اللہ کے نیک بندے اس ماہ میں شب و روز

خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود رہتے ہیں اور ان کو اس نیکی اور عبادت کی عام فضا میں اطاعتِ ربانی کی توفیق ملتی ہے لہذا ان تمام امور کے نتیجہ میں ان لوگوں کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے ان پر بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانی ماحول اور غلبہ ان کو زیر نہیں کر سکتا۔ شیطان ایسے نیک اشخاص کے سامنے عاجز اور بے بس ہو جاتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کسی بھائی کو دوسرا رمضان دیکھنے کا اتفاق ہو یا نہ ہو۔ ان خوشکن الفاظ کے ہوتے ہوئے ہر رمضان کو غنیمت اور نعمتِ عظمیٰ یقین کرنا چاہیئے ؎

رحلت کی صدا ہے دھڑکنا دل کا!
چل کے دنیا سے بس اب قبر میں کرنا ہے قیام

## رمضان سخاوت اور خیرات کا مہینہ ہے

۳۔ عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اجود الناس بالخیر وکان اجود ما یکون فی رمضان کان جبرئیل یلقاه کلّ لیلة فی رمضان یعرض علیه النبی صلی الله علیه وسلم القرآن فاذا لقیه جبرئیل کان اجود بالخیر من الریح المرسلة ۔ (البخاری)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مال کی سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ رمضان المبارک میں آپ کی یہ عادت اور بھی زیادہ ترقی کر جاتی رمضان کی ہر رات میں جبرئیل آپ سے ملا کرتے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو قرآن مجید کا دَور سنایا کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل آپ سے ملتے تو آپ کی سخاوت اور خیرات خدا کی بھیجی ہوئی ہَوا سے بھی زیادہ ہُوا کرتی تھی۔"

چونکہ رمضان شریف میں فاقہ اور اکل و شرب کا پرہیز انسان کو قوتِ احساس دلاتا ہے اسلئے قدرتی طور پر انسان فقراء اور مساکین کی خدمت کرنے پر بھی مجبور ہوتا ہے۔ اس حدیث میں قوم کے ماہرین معاشیات و اقتصادیات کو دراصل لطیف پیرایہ میں فقراء اور پسماندہ طبقہ کے حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جس قوم کا امیر طبقہ محتاج طبقہ کے حقوق کی ادائیگی کی طرف نظر التفات نہیں کرتا اس معاشرہ میں حسد، غیبت اور نفرت کے جذبات پنپتے ہیں جس سے باہمی اختلافات اور تنازعات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو جاتی ہے۔

## روزہ اور قرآن کی سفارش

۴۔ عن عبد الله بن عمرو ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الصیام

والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام والشہوات بالنہار فشفعنی فیہ و یقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان ۔ (البیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے (یعنی اس مومن بندے کی جو دن کے وقت تو روزہ رکھے اور رات کے وقت تلاوت قرآن کریم کرے) چنانچہ روزہ (لسان حال) سے کہیگا اے میرے خدا میں نے اس بندے کو کھانے اور خواہشات سے دن کے وقت روکے رکھا لہذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو رات کے وقت سونے سے روکے رکھا اسلئے اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ یہ دونوں سفارشیں یعنی روزہ اور قرآن کی قبول ہو جائیں گی۔"

کس قدر عظیم الشان بشارت ہے ایسے لوگوں کے لئے جو اس ماہ مبارک میں روزہ جملہ آداب و شرائط کے ساتھ رکھتے ہیں اور رمضان کے خاص آسمانی تحفہ قرآن کریم کی نہ صرف تلاوت کرتے ہیں بلکہ اس کے معانی و معارف کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے خوب فرمایا ہے کہ:۔

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے اُن کو آسمان پر عزت دی جائے گی۔"

## روزہ کا بنیادی مقصد

۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور و العمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ و شرابہ

(البخاری)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنے اور اس پر عمل کرنے سے نہیں رکتا تو اللہ تعالیٰ کو اس امر کی ہرگز ضرورت نہیں کہ ایسا آدمی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔"

روزہ کی حالت میں انسان کو اپنے جذبات، احساسات اور خواہشات کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ جملہ مرغوبات اور لذائذ کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ روزہ دار کو پیاس لگ رہی ہوتی ہے۔ پانی موجود ہے مگر ایک وقت مقررہ تک

اس کے واسطے یہ پانی پینا حرام ہے۔ انسانی نفس ایک چیز کی خواہش کرتا ہے مگر حکم ربانی اور رضاء الٰہی مانع ہے کہ وہ اپنی خواہش کو پورا کرے۔ لیکن ان حالات میں بھی اگر اس شخص کی زبان جھوٹ بولنے سے نہیں رُکتی، اس کا دل مختلف اوہام اور وساوس سے بیمار ہے، چغلی، غیبت اور دوسروں کے خلاف شرارت کرنے میں مصروف ہے تو اللہ تعالیٰ کو ایسے بندے کے روزہ کی ضرورت نہیں۔ روزہ تو نفس کی اصلاح کا ذریعہ ہے اور اگر روزہ اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا تو ایسا شخص یقیناً یقیناً روزہ کی غرض وغایت کو کچھ نہیں سکا اور ایسے شخص کا بھوکا اور پیاسا رہنا محض مصیبت ہے۔

جھوٹ تمام معصیت اور گناہوں کا بنیادی سبب ہے اسلئے اس کا بالخصوص ذکر کیا گیا ہے۔ عدالتوں میں جھوٹی شہادت دینا یا دلوانا یا جھوٹ کے ذریعہ ناجائز روپیہ کمانا یا ناجائز کاموں میں مشغول رہنا، ایسے لوگوں کے روزہ کا کیا فائدہ ؟

عربی زبان میں الزّور کے معنے جہاں جھوٹ، شرک اور باطل کے ہیں وہاں مجلس الخنا، گانے اور موسیقی کی مجالس اور سوسائٹی کے بھی ہیں۔ ان معنوں کی رُو سے اس حدیث کا یہی مفہوم ہے کہ جملہ منکرات و معصیات حرام ہیں۔ رشوت، ملاوٹ اور موجودہ ناچ و موسیقی کی سوسائٹیاں جو انسان سے خشیت اللہ کو بالکل دُور کر دیتی ہیں وہ سب حرام ہیں کیونکہ معاشرہ میں یہ امور انسان کو خدا تعالیٰ سے غافل کر دیتے ہیں اور روزہ ان باتوں سے انسان کو روکنا چاہتا ہے کیونکہ روزہ کی رُوحانی تاثیرات انسان کے دل و دماغ، زبان، ذہن اور جملہ اعضاء پر ہونی چاہئیں۔ اگر کوئی شخص گناہ کے اعمال کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کو ایسے روزہ کی ضرورت نہیں ہے۔

رشوت کا لینا اور دینا یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے اور باطل ہے اور ایسے لوگ سوسائٹی کے لئے ناسور ہیں جو رشوت کے بغیر کام کرنا جانتے ہی نہیں ہیں۔

## روزے، تہجد، تراویح اور لیلۃ القدر کی عبادت

۴۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفر لہٗ ما تقدّم من ذنبہ ومن قام رمضان ایماناً واحتساباً غفر لہٗ ما تقدّم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً غفر لہٗ ما تقدّم من ذنبہ۔ (البخاری)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی خاطر نیک نیتی سے رکھے گا اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف

ہوجائیں گے اور اسی طرح وہ شخص جس نے رمضان کی راتوں میں نوافل (تہجد و تراویح) پڑھے اس کے بھی گزشتہ گناہ معاف ہوجائیں گے اور جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے نوافل ادا کرے گا اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہوجائیں گے۔"

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص روزہ صرف اسلئے رکھتا ہے کہ میرے ساتھی، دوست اور پڑوسی روزہ رکھتے ہیں میں بھی ان کی ریس میں روزہ رکھ لوں تاکہ کوئی انگشت نمائی یا اعتراض نہ کرسکے جو میری بدنامی کا موجب ہو اور میں اپنے ساتھیوں کی نگاہ میں حقیر نہ ہوجاؤں تو ایسے روزہ سے وہ مفید نتیجہ ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا جس غرض کے لئے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ ایسے روزے دکھاوے اور ریا کے روزے ہیں۔ مگر اس کے برعکس جو شخص روزہ کے روحانی امور اور اس کی ظاہری و باطنی خصائص و حکمتوں سے کما حقہ' واقف اور آگاہ ہے اور اس رکن کی ادائیگی صرف رضاء الٰہی کی خاطر کرتا ہے تو یہ روزہ سراسر برکت، ایمان اور ثواب کا حامل ہے۔

میں اس جگہ اس امر کا بھی اظہار کردوں کہ ایمان اور احتساب دو اسلامی اصطلاحات ہیں جن کے مفہوم میں یہ امر شامل ہے کہ ہر عمل کی اساس اور اس کا محرک اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان کو دل وجان سے ماننا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ اس روح اور نیک جذبہ سے ایک انسان کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اور اگر یہ جذبہ عنقا ہے تو پھر ہر قسم کے اعمال بے نتیجہ ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں قال اللہ و قال الرسولؐ پر عمل کرنا سراسر برکت اور رحمت کا باعث ہے اور ہماری جملہ مشکلات کا تریاق بھی اسی میں ہے۔

## روزے کی تمام عبادتوں پر فضیلت

۷۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبع مائۃ ضعف قال اللّٰہ تعالیٰ الا الصوم فانّہ لی و انا اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند الفطر و فرحۃ عند لقاء ربہ ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللّٰہ من ریح المسک والصیام جُنّۃ فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم۔ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ دس گنے سے سات سَو گنے تک بڑھایا جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے

فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اس کی جزا میں خود دوں گا (یعنی اس کے بدلہ کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ غیر محدود ہے) روزہ رکھنے والا اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ رکھنے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک خالص کستوری سے بھی بہتر ہے۔ اور روزے ڈھال ہیں۔ جس دن کسی کا روزہ ہو وہ نہ فحش بات کرے اور نہ ہی شور وغل کرے۔ اگر کوئی اسے گالی دیوے یا اس کے ساتھ جھگڑا کرے تو یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔"

**تشریح**:- اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہیں:-

۱- نیک عمل کا درجہ اللہ کے نزدیک کم از کم دس گنا اور زیادہ سے زیادہ سات سو گنا تک ہے اور روزہ کے اجر کی کوئی حد نہیں ہے۔

۲- روزہ رکھنے والے کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور ایک اللہ تعالیٰ سے ملنے کے وقت۔ روزہ کی وجہ سے روحانیت تیز ہو جاتی ہے اور یہی روحانیت وصالِ الٰہی کا باعث بنتی ہے اور اس شخص کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

۳- روزہ رکھنے سے بعض اشخاص کے منہ میں ایک قسم کی بُو پیدا ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بُو پسندیدہ ہے ناپسندیدہ نہیں کیونکہ یہ فاقہ جس کے نتیجہ میں یہ کیفیت منہ میں پیدا ہوتی ہے محض رضاءِ ربّانی کی خاطر رکھا جاتا ہے۔

۴- ہر شخص کا اپنا اپنا ذوق ہے۔ میرا یہ یقین ہے کہ روزہ کی بنیادی غرض اور اس کے جملہ مقاصدِ عالیہ الرسول العربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "الصیام جنّۃ" میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ قرآن کریم روزہ کی غرض بیان کرتے ہوئے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کے الفاظ بیان کرتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ تم ہر قسم کی خرابیوں اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔ لفظ تقویٰ 'وقایۃ' سے ہے جس کے معنے احتیاط، بچنے اور پردہ کے ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم روزوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ روزے تو دراصل ڈھال ہیں۔

سبحان اللہ! کیسی مطابقت ہے فکری اور معنوی رنگ میں جو قرآنی الفاظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں پائی جاتی ہے۔ ڈھال دشمن کے حملہ سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور بوقت اور عند الضرورت دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے۔ یہی حالت انسان کی ہے بعض

دفعہ انسان ایسے ماحول میں ہوتا ہے کہ ہر طرف اس کو شیطانی اوہام اور وساوس کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اگر اس کے نفس میں روزہ کی وجہ سے صبر، ضبطِ نفس اور تحمل جیسی خصوصیات پیدا ہو چکی ہیں تو بلاشبہ روزہ انسانی نفس کے لئے بمنزلہ ڈھال کے ہے۔ کیا وہ شخص جس کے پاس اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال ہوگی اس پر کوئی شخص حملہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہر کس و ناکس ایسے شخص سے محتاط ہو جاتا ہے بسو اسی طرح شیطانی خیالات اور بد اثرات ایسے شخص پر اثر انداز نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ روزہ کی وجہ سے اس قسم کے اخلاق اور خصوصیات سے متصف ہو جاتا ہے کہ وہ ایک طرف شیطان پر حملہ اور وار کر سکتا ہے اور دوسری طرف قوتِ مقاومت کی وجہ سے وہ شیطان کے حملہ سے بچ بھی سکتا ہے۔ اور یہی وہ عظیم مقصد اور بنیادی فرض ہے جو اسلامی روزوں کا نتیجہ ہے۔ دوسرے مذاہب کے روزے اس خوبی سے عاری ہیں۔

۵۔ روزہ رکھنے والا ہر قسم کے لغو کاموں سے احتراز کرے فحش کلام از قسم گالی گلوچ اور زبان کے آداب کو ملحوظ رکھے اور اگر کوئی شخص روزہ دار کے ساتھ زیادتی کرے اور نازیبا کلمات استعمال کرے تو اس کو کہدے کہ بھائی میں تو روزہ سے ہوں۔ یعنی روزہ کی غرض تو لغو باتوں سے احتراز ہے۔

## صبر و ضبط کا بہترین ریفریشر کورس

۸۔ الصوم نصف الصبر والصبر نصف الایمان۔

روزہ تو آدھا صبر ہے اور صبر کرنا ایمان کا نصف حصّہ ہے۔"

ہمارے معاشرہ میں بہت سی قباحتوں اور تنازعات کا صحیح تریاقِ اعظم صبر ہے۔ اگر صبر جیسی خوبی انسان میں پیدا ہو جائے تو بہت سی مشکلات حل ہو جائیں۔ صبر انسان کو ایثار اور قربانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور انانیت ختم ہو جاتی ہے۔ صبر سے بردباری اور قوتِ برداشت پیدا ہوتی ہے۔ صبر و ضبط کا بہترین ریفریشر کورس روزہ ہے۔

## روزہ "الریّان" میں داخل ہونے کا ذریعہ

۹۔ عن سھل بن سعد قال انّ فی الجنّة باباً یقال لہٗ الریّان یدخل منه الصّائمون یوم القیامة لا یدخل منه احد غیرھم یقال این الصائمون؟ فیقومون لا یدخل منه احد غیرھم فاذا

دخلوا اغلق فلم يدخل منه احد - (متفق عليه)

**ترجمہ:** حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں میں ایک خاص دروازہ ہے جس کو "الریان" کہا جاتا ہے قیامت کے دن اس دروازہ میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے ان کے سوا اس دروازہ سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا - اس دن پوچھا جائے گا کہ کہاں ہیں روزہ دار؟ وہ اس سوال پر اُٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا کسی اور کا اس دروازہ سے داخلہ نہ ہوگا اور جب روزہ دار اس دروازہ سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائیگا اور پھر کسی کا اس سے داخلہ نہ ہوسکے گا -

**تشریح:** سبحان اللہ و اللہ اکبر! کتنی عظیم بشارت ہے روزہ داروں کے لئے - روزہ دار کو پیاس برداشت کرنی پڑتی ہے - پانی اس کے پاس موجود ہوتا ہے مگر ایک وقت مقررہ تک کے لئے اسے یہ پانی پینا بمنزلہ حرام کے ہے - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کو بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے جنت کا ایک مخصوص دروازہ ہے - آخرت میں یہ لوگ روزہ کی نیکی کی وجہ سے پیاسے نہیں ہونگے بلکہ سیراب ہوں گے کیونکہ ریان کے معنے سیراب کے ہیں -

## حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ مبارکہ

۱۰- عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فی اٰخر يوم من شعبان فقال يا ايها النّاس قد اَظَلّكم شهر عظيم شهر مبارك شهر فيه ليلة خير من الف شهر جعل الله صيامه فريضة وقيام ليله تطوّعاً من تقرّب فيه بخصلة من الخير كان كمن اَدّى فريضة فيما سواه ومن اَدّى فريضة فيه كان كمن اَدّى سبعين فريضة فيما سواه وهو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنّة وشهر المواساة وشهر يزاد فيه رزق المؤمن من فطّر فيه صائماً كان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبة من النار وكان لهٗ مثل اجره من غير ان ينتقص من اجره شئ قلنا يا رسول الله ليس كلنا ما يفطّر به الصائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

يعطى الله هذا الثواب من فطّر صائماً على مذقة لبنٍ او شربةٍ من ماءٍ و من اشبع صائماً سقاه الله من حوضي شربةً لا يظمأ حتّى يدخل الجنّة وهو شهر اوّله رحمة واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار ومن خفّف عن مملوكه فيه غفر الله له واعتقه من النّار۔ (البيهقى)

**ترجمہ:**۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ماہِ شعبان کے آخری دن حضرت رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے فرمایا اے دوستو! تم پر ایک قابلِ عظمت و برکت مہینہ چڑھ رہا ہے۔ اس مبارک ماہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس ماہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے بطور فرض کے مقرر کئے ہیں۔ اس کی راتوں میں کھڑا ہونا (تراویح اور تہجّد کی نماز) نفلی عبادت ثواب ہے۔ جو شخص بھی اس ماہ میں اللہ کی رضاء اور قرب کے حصول کے لئے نیکی کی کوئی خصلت بھی اختیار کریگا تو اس کو دوسرے فرائض کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے وقت کے ستّر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنّت ہے۔ یہ ہمدردی کا مہینہ ہے اور یہی وہ ماہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس کسی نے اس ماہ میں کسی روزہ دار کی افطاری کرائی تو اس کے لئے گناہوں سے مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی ہوگی اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا اور اس روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔۔۔ حضور انورؐ سے عرض کیا گیا کہ ہم میں سے ہر ایک کو افطاری کرانے کی سہولت میسّر نہیں ہے (یعنی فقراء اس ثواب سے محروم رہیں گے) اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ثواب اس شخص کو بھی ملے گا جو صرف تھوڑے سے دودھ یا لسّی یا پانی کے گھونٹ پر کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے گا۔ اور جو کسی روزہ دار کو سیر کر کے کھانا کھلا دے اس کو خدا تعالیٰ میرے حوض سے ایسا مکمّل سیراب کریگا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنّت میں پہنچ جائے گا۔ اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصّہ تو رحمت ہے اور درمیانی حصّہ باعثِ مغفرت ہے اور اختتام دوزخ کی آگ سے آزادی ہے اور جو آدمی اس مہینہ میں اپنے نوکروں و مزدوروں کے کام میں تخفیف یعنی کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کے سامان کرے گا اور اس کو آتشِ جہنّم

سے آزادی دے گا۔"

**تشریح:**۔ اس خطبہ مبارکہ کا ایک ایک لفظ نورانیت اور روحانی تاثیر کو لئے ہوئے ہے۔ حضورؐ نے اس مہینہ کو مبارک مہینہ فرمایا ہے مگر کن کے لئے؟ جو اعمالِ صالحہ بجا لا کر خدا تعالیٰ کی برکتوں کے وارث ہوتے ہیں۔ رحمتِ خداوندی اپنے بندوں کو تلاش کرتی ہے اور برکتوں سے مالا مال کئے جاتے ہیں۔ اس مہینہ میں ایک رات لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے کیونکہ اس رات میں ہی قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ اس مبارک مہینہ کی عظمت و شوکت اسی سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ نے اسی ماہ میں نازل فرمایا۔ ہاں وہ کلامِ ربانی جو کائناتِ عالم کے لئے رحمت و سعادت کا پیغام ہے۔ وہ پیغامِ ربانی جو مشرق و مغرب میں رہنے والوں کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہے اور تمام فرزندانِ آدم کے لئے پیغامِ حیات ہے اور تمام فرزندانِ توحید کے لئے مکمل دستورِ حیات ہے اور قرآنی احکام اسلامی معاشرہ میں بمنزلہ ضابطۂ حیات کے ہیں۔ یہ قرآن کریم دستورِ اسلام ہے جو مسلمانوں کے لئے آبِ حیات ہے اور اسلامی تہذیب و تمدن کے قیام کے لئے بمنزلہ قندیل کے ہے۔ یہ عظیم الشان اور جاہ و جلال والا بین الاقوامی مقدس صحیفہ ہے جس کے بتلائے ہوئے اصول سے ہی دنیا میں امن کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور یہ رمضان المبارک دراصل قرآن کریم کی سالگرہ منانے کا مہینہ ہے۔

| | |
|---|---|
| شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ | ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول |
| الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ | عوام کی ہدایت کے لئے ہوا جس میں ہدایت |
| مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ | اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کے |
| | واضح دلائل موجود ہیں۔ |

اس حدیث میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ اس مہینہ کا ابتدائی حصہ رحمت اور درمیانی باعثِ مغفرت اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ماہِ رمضان کی برکتوں سے فائدہ حاصل کرنے والے تین طرح کے آدمی ہوتے ہیں:۔

أ۔ جو تقویٰ کی راہوں پر قائم ہوتے ہیں اور گناہوں سے محتاط ہوتے ہیں اور معمولی سی غلطی کے وقت بھی یہ لوگ اپنی غلطیوں اور لغزشوں کا اعتراف کر لیتے ہیں تو ایسے بندوں پر شروع دن سے ہی اللہ کی برکتوں اور نوازشات کی بارش ہونی شروع ہو جاتی ہے اور وہ اس موسمی بارش سے کماحقہ مزید فائدہ اٹھاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے ابتدائی حصہ رمضان المبارک کا باعثِ رحمت ہے۔

ب۔ جو لوگ نیکی میں درمیانی حیثیت رکھتے ہیں اور ذکرِ الٰہی اور دوسرے اعمالِ صالحہ سے اپنی کمی کو پورا کر لیتے ہیں رمضان کے درمیانی حصہ میں ایسے اشخاص کے متعلق بھی مغفرت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

ج۔ تیسرا گروہ ان اشخاص اور طبائع کا ہوتا ہے جو بالکل ہی گئے گزرے ہوتے ہیں اور ان کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ ایسے لوگ بھی جب رمضان کے ابتدائی اور درمیانی حصہ کے روزے رکھ لیتے ہیں اور رمضان کے احکام و آداب سے کسی حد تک اپنے آپ کو رنگین کر لیتے ہیں تو تلافی مافات کر چکنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے لئے دوزخ کی آگ سے نجات کا فیصلہ کر دیتا ہے بشرطیکہ وہ اس خوبی پر قائم رہیں۔ کیا ہی بشارت ہے ہر فرزند اسلام کے لئے۔ انتہائی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس ماہِ مبارک میں اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ ایسے لوگ ہمیشہ غضبِ الٰہی کے نیچے ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنے نفس کی خواہشات میں ہی مصروف رہتے ہیں۔

روزہ افطار کرانا بھی بڑی نیکی ہے۔ اس سے جہاں تعلقاتِ محبت و مودت بڑھتے ہیں وہاں بغض و کینہ دُور ہوتا ہے نیز بخل جیسی موذی بیماری کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ افطاری کرانے سے فرحت و مسرت کی تقاریب پیدا ہوتی ہیں۔ رمضان کو غمخواری کا مہینہ اس لئے کہا گیا ہے کہ روزہ دار کو دوسروں کی تکالیف اور پریشانیوں کا علم ہو جاتا ہے اس لئے اپنے سے کم حیثیت لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور شفقت کے جذبات قدرتاً پیدا ہو جاتے ہیں۔ غمخواری کا یہ کورس مکمل ایک ماہ جاری رہتا ہے اور انسان کے قلب و رُوح پر اپنے دائمی نقوش چھوڑتا ہے جو زائل نہیں ہو سکتے۔

## روزہ کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔

۱۱۔ عن ابی امامة قال قلت یا رسول الله مرنی بامر ینفعنی الله به قال علیك بالصوم فانه لا مثل له۔ (النسائی)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے کسی ایسے کام کا ارشاد فرمائیں جس سے خدا تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم روزے رکھا کرو۔ اس کے مثل کوئی بھی عمل نہیں ہے۔"

اس حدیث کی تشریح میں مختلف توجیہات کی جاتی ہیں لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے کہ نفس کی خواہشات کو دبانے میں اور انانیت کو ختم کرنے میں روزہ سے بڑھ کر اور کوئی عمل نہیں ہے۔ اسلام کے جملہ ارکان کی الگ الگ خصوصیات ہیں اور وہ سب کے سب تقرب الی اللہ کا وسیلہ ہیں لیکن روزہ دراصل ان ارکان کی ادائیگی کے لئے محرک اور مسبب ہے۔ نیز اس حدیث میں سائل حضرت ابو امامہ ہیں۔ ان کے ذاتی حالات کے پیشِ نظر حضورؐ نے ان کو روزہ رکھنے کی تاکید فرمائی کیونکہ ان کے لئے روزہ خاص طور پر مفید اور ضروری تھا۔

## ایک روزہ بھی بغیر عذر شرعی کے چھوڑنا گناہ ہے

۱۲۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن افطر یوماً من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدھر کلہ وان صامہ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی شرعی رخصت اور بیماری کے بغیر ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اس کی بجائے ساری عمر بھی روزے رکھے تو اس کی تلافی نہیں کر سکتے۔"

جو اشخاص رمضان المبارک کے روزوں میں غفلت کرتے ہیں اور عمداً روزے نہیں رکھتے، بھوک اور پیاس کے خوف سے روزے چھوڑتے ہیں ان کے لئے یہ حدیث کافی زجر و توبیخ رکھتی ہے۔ شرعی عذر اور رخصت (بیماری، سفر وغیرہ) کے بغیر روزہ چھوڑنے میں گناہ ہی گناہ ہے۔ اور اگر ان روزوں کی قضا میں کئی روزے بھی رکھے جائیں تو انکی حقیقی تلافی نہیں ہوسکتی کیونکہ رمضان کے روزوں سے بنیادی مقصد ضبط و نظم اور اطاعت کا قیام ہے اور امیر و غریب میں یکسانیت مقصود ہے۔ وہ لوگ جو رمضان کے روزوں سے غفلت کے مرتکب ہوتے ہیں وہ دراصل روحانی مُردے ہیں۔ اگر وہ زندگی کے طالب ہیں ان کی زندگی روزہ میں ہی ہے۔ کاش کہ وہ غور کریں۔ ایسے لوگوں کو ہرگز ہرگز زندہ نہیں کہا جا سکتا وہ متحرک لاشیں ہیں، وہ اندھے ہیں ان کو روشنی کی ضرورت ہے۔

## رسم و رواج کا روزہ بے برکت ہے

۱۳۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم من صائمٍ لیس لہٗ من صیامہ اِلّا الظمأُ وکم من قائمٍ لیس لہ من قیامہ اِلّا السھر۔ (دارمی)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو سوائے پیاس کے کچھ اجر نہیں ہے اور بہت سے تہجد و تراویح پڑھنے والے ہیں جن کو سوائے بیدار رہنے کے کچھ اجر نہیں ہے۔"

تشریح:۔ روزہ جس قسم کی روحانی ریاضت کرانا چاہتا ہے۔ اس کا تعلق دل و دماغ سے ہے اس سے

باطن میں رُوحانی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ مگر جس عبادت میں رسم ورواج کی ظاہری پابندی ہو وہ بے سُود ہے اور اس میں کوئی برکت نہیں ہے۔ ایسے اشخاص کے لئے سوائے بھوک اور پیاس کے کوئی اجر نہیں کیونکہ ان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ اور یہ امر روزہ کی حقیقی سپرٹ کے خلاف ہے۔

احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں قارئینِ کرام بآسانی اندازہ کرسکتے ہیں کہ روزہ کے کیا فضائل ہیں اور روزہ کس غرض کے لئے رکھا جاتا ہے اور اسلامی سوسائٹی میں روزہ کی کیا قدرو منزلت ہے۔ الغرض اِس مبارک ماہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت دل ودماغ سے کرنی چاہیئے تا روزہ دار کو نفسِ مطمئنہ حاصل ہو۔

——— ( ۷ ) ———

اب روزہ کے احکام اور مسائل احادیث کی روشنی میں بیان کئے جاتے ہیں :-

## رُؤیتِ ہلال کا حکم و اہمیّت

۱- عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیتہ و افطروا لرؤیتہ فان غُمّ علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین۔

(متفق علیہ)

**ترجمہ** :- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند کو دیکھ کر روزہ رکھا کرو، اور ماہِ شوال کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چھوڑ دو۔ اگر بادل کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کے مہینے کے تیس دن پورے کرلو۔"

ارشادِ نبویؐ بالکل واضح ہے۔ اس سے چاند دیکھنے کا اہتمام واضح ہے۔ رمضان کے روزوں کا حساب کسی قرینہ یا اندازہ پر نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق باقاعدہ ایک ضابطہ سے ہے اور اس مبارک فریضہ کی ادائیگی کے لئے چاند کا دیکھنا ضروری امر ہے کیونکہ یہ حضورؐ کا حکم ہے۔ کیسا ہی مبارک ارشاد ہے جس میں وحدتِ ملی اور فکری کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جبکہ فرزندانِ توحید کی انگلیاں اشارہ کرتی ہیں اور آنکھیں اس مبارک چاند کو دیکھتی ہیں اور پھر مومن بندے خدا تعالیٰ کے حضور ابتہال اور عجز سے دُعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! یہ چاند ہمارے لئے مبارک فرما۔ چاند دیکھتے وقت یہ دُعا پڑھنی مسنون ہے :-

اللّھمّ اھلّہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام ربّی و ربّک اللہ۔

یعنی اے خدا ہم پر اس چاند کو امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ چڑھا۔ اے چاند!

میرا رب اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔"

اس دعا سے مقصود یہ ہے کہ انسان رمضان کے روزوں میں اور ہر کام کے وقت ایمان، سلامتی اور اسلام کے احکام کو مدنظر رکھے تا اس کی دعا قبول ہو جائے کیونکہ دعا بطور رسم کے نہیں بلکہ حقیقت کے طور پر ہوا کرتی ہے۔

رؤیتِ ہلال کی ایک صورت تو یہ ہے کہ خود ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ کسی دوسرے نے دیکھا ہو اور وہ قابلِ اعتبار بھی ہو۔

چاند اگر عام اشخاص نہ دیکھ سکیں تو شرعی شہادت کا ہونا ضروری ہے۔ اب تو حکومت کی طرف سے رؤیتِ ہلال کا باقاعدہ انتظام ہے جس میں علماء دین بھی شامل ہوتے ہیں اور حکومت کے وسائل بڑے وسیع ہوتے ہیں۔

۲- عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احصوا ھلال شعبان لرمضان۔

**ترجمہ:-** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے روزوں کے لئے شعبان کے چاند کو اچھی طرح سے گنو۔"

رمضان کے روزوں کے لئے شعبان کے چاند دیکھنے کا خاص اہتمام کیا جائے اور اس کی تاریخوں کا خاص خیال رکھا جائے۔

۳- عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اِنّی رأیت الھلال یعنی ھلال رمضان فقال اتشھد ان لا الٰہ اِلّا اللہ قال نعم قال اتشھد انّ محمّداً رسول اللہ قال نعم قال یا بلال اذّن فی النّاس ان یصوموا غداً۔ (ابوداؤد)

**ترجمہ:-** عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک بدوی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بتایا کہ میں نے آج چاند دیکھا ہے یعنی رمضان کا چاند۔ حضرت رسول انورؐ نے اس سے دریافت فرمایا کیا تم لا الٰہ اِلّا اللہ کی شہادت دیتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں میں لا الٰہ اِلّا اللہ کی شہادت دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اور کیا تم محمد رسول اللہ کی شہادت دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں۔ اس کے اس اعتراف کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اس کا اعلان کر دو کہ کل سے روزہ رکھیں۔"

**تشریح:-** اس حدیث سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ رؤیتِ ہلال کی شہادت یا خبر قبول کرنے کیلئے ضروری

ہے کہ شہادت یا خبر دینے والا صاحب اعتماد ہو اور ایماندار ہو۔ اس جگہ اس امر کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے کہ ایک دفعہ حاکم مدینہ کے روبرو ایک شخص نے رمضان کا چاند دیکھنے کی گواہی دی۔ اس وقت اتفاق سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ دونوں مدینہ میں موجود تھے۔ مدینہ کے حاکم نے ان دونوں کی طرف رجوع کیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ایک آدمی کی گواہی قبول کرنے سے رمضان کا اعلان کر دیا جائے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے کہا وکان لا یجیز شہادۃ الافطار الا بشہادۃ رجلین۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے چاند کی شہادت دو آدمیوں سے کم قبول نہیں فرماتے تھے۔

۴۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ۔ (متفق علیہ)

**ترجمہ:**۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔"

**تشریح:**۔ سحری میں پہلی برکت تو یہ ہے کہ روزہ دار اس وقت اٹھ کر کھانا کھا لیتا ہے جو جسمانی طاقت کے قیام کیلئے انتہائی ضروری ہے اور روزہ دار کو ضعف نہیں ہوتا۔ دوسرا پہلو سحری کی برکت کا یہ ہے کہ اس وقت نوافل اور ذکر الٰہی کر سکتا ہے کیونکہ اس وقت کی نماز اپنے اندر خاص روحانی تاثیر رکھتی ہے اور صبح کی نماز بھی آسانی سے ادا کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ روزہ کا بنیادی مقصد زیادہ سے زیادہ ذکرِ الٰہی کے مواقع پیدا کرنا ہے۔

۵۔ السحور برکۃ فلا تدعوہ ولو ان یجرع احدکم جرعۃ من الماء فان اللہ و ملائکتہ یصلون علی المتسحرین۔ (مسند احمد)

یعنی سحری میں برکت ہے اس کو ہرگز نظر انداز نہ کرو چاہے اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے کیونکہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر خیر و رحمت نازل کرتے ہیں۔"

۶۔ عن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل ما بین صیامنا وصیام اھل الکتاب اکلۃ السحر۔ (مسلم)

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان حدِ فاصل سحری کھانا ہے۔"

**تشریح:**۔ کسی قوم کی مشابہت اختیار کرنے سے بھی انسان کے خیالات میں مشابہت ہو جاتی ہے۔ اہل کتاب کے روزوں میں سحری نہیں ہوتی مگر ہمارے ہاں حکم ہے اور پھر تاکیدی حکم ہے اسلئے اس امتیاز کو برقرار رکھنا مذہبی لحاظ سے بھی ضروری ہے۔ اس سے جسمانی صحت پر بھی خوشگوار اثر پڑتا ہے اور اس وقت دعا کرنے کا بھی موقعہ مل جاتا ہے۔

وہ گھرانہ کیا ہی خوش قسمت ہے کہ جس کے صغار وکبار اور ذکور و اُناث سحری کے وقت بیدار ہوتے ہیں۔ کوئی تلاوت کر رہا ہوتا ہے، کوئی نوافل ادا کر رہا ہے، کوئی ذکر الٰہی کر رہا ہے۔ ایسی روحانی اور نورانی فضا سے خدا کے فرشتے جا کر خدا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ ہم فلاں گھر گئے وہاں کے چھوٹوں اور بڑوں سب کو تیری یاد میں مشغول پایا۔ اے خدا تُو ان پہ خاص برکات نازل فرما۔ الغرض سحری میں مذہبی، ظاہری اور باطنی خصوصیات ہیں اور یہ سراسر برکت ہے۔

۷۔ عن انس عن زید بن ثابت قال تسحرنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم قام الی الصلوٰۃ قلت کم کان بین الاذان والسحور قال قدر خمسین آیۃ۔ (متفق علیہ)

حضرت انسؓ زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی۔ بعد ازاں آپؐ نماز (فجر) کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے زیدؓ سے دریافت کیا کہ سحری کھانے اور فجر کی اذان کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ آپ نے فرمایا پچاس آیات کی تلاوت کے برابر۔"

۸۔ عن سھل قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر۔ (متفق علیہ)

حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ ہمیشہ برکت میں رہیں گے جب تک روزہ کے افطار میں جلدی کریں گے۔"

ایک روایت میں آیا ہے: احب عبادی الیّ اعجلھم فطراً۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں سے مجھے وہ بندہ زیادہ پیارا ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے۔"

**تشریح:**۔ روزہ کا مقصد تنظیم، اطاعت اور وحدتِ ملی و فکری ہے نہ کہ باہمی انتشار و پراگندگی۔ جونہی مؤذن اذان دے یا سورج غروب ہو جائے روزہ افطار کرنا چاہیئے۔ یہ خیال کہ میں جتنی دیر سے روزہ افطار کروں گا اتنا ہی زیادہ ثواب ہے یہ اس رُوح کے خلاف ہے جس کا روزہ تقاضا کرتا ہے۔ یہ روزہ فرزندانِ اسلام کے لئے ٹریننگ ہے کہ جو نہی آرڈر ملے اس کی فوراً تعمیل کی جائے اور اس میں تاخیر مناسب نہیں ہے۔

۹۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یتقدمنّ احدکم رمضان بصوم یوم او یومین الّا ان یکون رجل کان یصوم صوماً فلیصم ذالک الیوم۔ (متفق علیہ)

**ترجمہ:**۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے

کوئی بھی رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ نہ رکھے سوائے اس شخص کے جس کی عادت روزہ رکھنے کی ہو۔ ایسا شخص اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

۱۰۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَن نَسِیَ وھو صائم فاکل او شرب فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللّٰہ وسقاہ (متفق علیہ)

**ترجمہ:**۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روزہ دار نے بھول کر کچھ کھالیا یا پانی پی لیا (وہ روزہ دار ہی ہے) وہ اپنے روزے کو پورا کرے کیونکہ اللہ نے ہی اس کو کھلایا ہے اور پلایا ہے۔

اس حدیث میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لطیف فلسفہ بیان فرمایا ہے کہ روزہ سے مقصد یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں اور غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کرے اور معافی مانگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد میں فرمایا ہے کہ تم اپنی انانیت اور فرعونیت کو ختم کرو اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف کرے گا جیسا کہ جو شخص بھول کر روزہ کی حالت میں کھانا کھا لیتا ہے یا پانی پی لیتا ہے تو یہ بھول معاف ہے کیونکہ ثواب نیت کا ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نگاہ دلوں پر ہے اسلئے روزہ کی حالت میں اگر بھول کر کوئی کھا یا پی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے وہ سیر ہو کر کھالے۔ سبحان اللہ! عفو اور درگزر کی خوبی پیدا کرنے کیلئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسا ہی لطیف ارشاد فرمایا ہے۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

## روزہ رکھنے کا طریقہ!

۱۱۔ روزہ رکھنے سے پہلے نیّت کے طور پر یہ الفاظ پڑھنے چاہئیں:۔

بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ۔

مَیں ماہِ رمضان کے کل کے روزہ کی نیّت کرتا ہوں۔

اس نیت سے مقصد جہاں سنجیدگی ہے وہاں روزہ کے آداب و شرائط کا لحاظ رکھنا بھی مقصود ہے۔ افطار اور سحری کے وقت یہ نیت کی جا سکتی ہے۔

## افطار کس چیز سے کیا جائے

۱۲۔ عن سلمان بن عامر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان احدکم صائماً فلیفطر علی التمر فان لم یجد التمر فعلی الماء فان الماء طھور۔ (ابوداؤد)

**ترجمہ:** حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو وہ کھجور سے افطار کرلے۔ اگر کھجور نہ پاسکے تو پھر پانی سے ہی افطاری کرلے۔ اسلئے کہ پانی بھی پاکیزہ ہے۔"

**تشریح:** کھجور سے روزہ افطار کرنا مسنون ہے۔ اگر کھجور نہ مل سکے تو پھر پانی بہتر ہے لیکن اگر کسی اور چیز سے افطار کر لیا جائے تو اس میں نہ تو ثواب میں کمی آتی ہے اور نہ ہی یہ ناجائز ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ارشاد بہت حد تک مقامی ہے کیونکہ عرب اور بالخصوص اہل مدینہ کے لئے کھجور بہترین غذا ہے اور وہاں بہت ہی وافر ملتی ہے اور وہاں کی کھجور بہت ہی لذیذ ہے اور ان کے لئے یہ چیز بالکل ارزاں ہے ہر طبقہ کے لوگ یہ استعمال کرسکتے ہیں۔ ویسے طبی لحاظ سے کھجور کے متعلق ایک مصری ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ اس میں وہی تاثیر پائی جاتی ہے جو بعینہٖ گلوکوز میں ہوتی ہے۔ جس طرح گلوکوز فوری اثر کرتی اور کمزوری کو بحال کرتی ہے اسی طرح کھجور روزہ کی کمزوری کو فوری طور پر رفع کرتی ہے بالخصوص گرم ممالک میں جہاں روزہ سے زیادہ ضعف ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں کھجور میں فولاد کے اجزاء ہوتے ہیں جو انسانی خوراک کا بہترین حصہ ہے۔

۱۳۔ عن معاذ بن زهرة انه بلغه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا افطر قال اللهم لك صمت وعلى رزقك افطرت۔ (ابو داؤد)

**ترجمہ:** معاذ بن زہرہ تابعی سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تھے تو فرمایا کرتے

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

اے اللہ! میں نے تیرے لئے ہی روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا۔"

● اسی سلسلہ میں دوسری دعا یہ ہے:۔

عن ابن عمر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا افطر قال ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله۔

**ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرمایا کرتے تو کہتے تھے "پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور اگر خدا نے چاہا تو اجر قائم ہو گیا۔"

**تشریح:** اس دعا سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان اپنے روزہ سے اعمال صالحہ اختیار کر کے اپنے حق میں اجر لکھوا سکتا ہے۔ نیز دعا کے وقت یہ الفاظ جو کہے جاتے ہیں وعلیٰ رزقک افطرت اس کا مطلب یہ

ہے کہ روزہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ انسان رزقِ حلال کمائے اور اس سے افطار کرے۔ جو حاکم یا افسر روزہ کے وقت یہ دعا کرتا ہے مگر وہ رشوت خور ہے اس کا ضمیر اس کو ملامت کرے گا کہ میرے لیل ونہار تو اس دعا کے خلاف ہیں اور میری پُرتکلف افطاری رشوت اور لوگوں کے حقوق کو ہضم کرکے تیار کی گئی ہے۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے یَا وَاسِعَ الْفَضْلِ اِغْفِرْلِیْ۔ اے وسیع فضل کرنے والے خدا مجھ کو بخش دے۔

## روزہ افطار کرانا باعثِ ثواب ہے

۱۴۔ عن زید بن خالد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن فطّر صائماً اَوجهّز غازیاً فله مثل اجرہٖ۔ (البیہقی)

**ترجمہ:** "حضرت زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یا کسی مجاہد کو جہاد کے سامان سے تیار کیا تو ایسے شخص کو روزہ دار اور مجاہد کے برابر ہی ثواب ملے گا۔"

## حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ معاف ہے

۱۵۔ عن انس قال النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وضع عن الحامل والمرضع الصوم۔ (ترمذی)

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی کے لئے اللہ تعالیٰ نے روزہ معاف کیا ہے۔"

رمضان کے روزوں کی قضاء یہ ہے کہ صورتِ مخصوصہ کے زائل ہونے کے بعد ان روزوں کو جلد رکھا جائے۔ یہ کام مسافر اور بیمار کے لئے بھی ہے۔ صنفِ نازک کو ماہانہ تکلیف کے دنوں میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

## سفر میں روزہ

۱۶۔ عن عائشة قالت ان حمزة بن عمرو الاسلمی قال للنبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم اصوم فی السفر۔ وکان کثیر الصیام۔ فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔ (البخاری)

**ترجمہ:** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی (جو روزہ رکھنے میں مشہور تھے) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا کہ کیں سفر میں روزے رکھ لیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔"

**نوٹ:** یہ نفلی روزوں کے متعلق ہے۔

۔ عن جابر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفرٍ فرأی زحاماً ورجلاً قد ظلّل علیہ فقال ما ھذا؟ قالوا صائم فقال لیس من البرّ الصوم فی السفر۔ (متفق علیہ)

**ترجمہ:** حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں لوگوں کا اژدہام دیکھا اور ایک آدمی کو دیکھا جس پر سایہ کیا گیا تھا تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ دوستوں نے عرض کیا کہ یہ روزہ دار ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں۔"

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک اُسوۂ حسنہ ہے۔ آپؐ نے کبھی کبھی سفر میں نفلی روزے رکھے بھی ہیں۔ رمضان کے روزوں کے متعلق قرآن مجید کا حکم یہی ہے کہ مسافر سفر کے دوران میں روزہ نہ رکھے۔ جتنے دن اس نے سفر کیا ہے اتنے ہی دن رمضان کے بعد وہ روزے رکھے لیکن اگر مسافر کسی جگہ قیام کرے اور پندرہ یا زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ رکھنا فرض ہے۔

سفر کی کوئی حد مقرر نہیں۔ ہر انسان کی قوت اور استطاعت الگ الگ ہے۔ جسے عرفِ عام میں سفر سمجھا جاتا ہے وہ بہرحال سفر میں شمار ہوگا۔ احتیاط کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے دس گیارہ میل سے کم سفر میں روزہ نہ چھوڑے۔ اگر روزہ دار روزہ رکھ کر سفر کے لئے نکلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے گھر واپس آجانے کا عزم ہو تو وہ روزہ جاری رکھ سکتا ہے۔ البتہ جس شخص کا پیشہ ہی سفر سے وابستہ ہو مثلاً گارڈ، ٹکٹ کلکٹر، ڈرائیور، پھیری والے وغیرہم تو ایسے اشخاص روزہ رکھیں گے۔

## احکامِ روزہ

۱۷۔ عن ابی سعیدٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لا یفطرن الصائم الحجامۃ والقیٔ والاحتلام۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں

سے روزہ نہیں ٹوٹتا سچھنے لگوانے، قے ہو جانے اور احتلام سے۔"

- عن انس قال جاء رجل الی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشتکیت عینی أفا کتحل وأنا صائم قال نعم۔ (الترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میری آنکھ میں تکلیف ہے تو کیا میں روزہ کی حالت میں سُرمہ لگا لوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں لگا سکتے ہو۔"

اس سے معلوم ہوا کہ آنکھوں میں سُرمہ یا کوئی دوائی لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اگر تکلیف اتنی ہو کہ وہ شخص مریض کے حکم میں ہو تو وہ روزہ ملتوی کر دے گا۔

- عن عامر بن ربیعة قال رأیت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم ما لا أحصی یتسوّك وھو صائم۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار مرتبہ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

- لقد رأیت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم بالعرج یصب علی رأسه الماء وھو صائم من العطش أو من الحر۔ (ابوداؤد)

یعنی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام عرج میں دیکھا ہے کہ آپؐ نے روزہ رکھا ہوا تھا پیاس یا گرمی کی شدت سے آپؐ اپنے سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ گرمی کی شدت یا پیاس کی وجہ سے سر پر پانی ڈالا جا سکتا ہے۔ اس سے انسان کی عاجزی اور کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔

عمداً قے کرنے سے، ٹیکہ لگوانے اور انیما کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر قے کی وجہ سے ضعف ہو جائے تو روزہ کھول سکتا ہے۔ جو شخص عمداً رمضان کا روزہ توڑے اس پر روزہ کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہو جاتا ہے یعنی اس کوتاہی کے تدارک کے لئے وہ لگاتار ساٹھ روزے رکھے۔ اگر یہ نہ کر سکے تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلائے۔ اکٹھے ایک جگہ پر بٹھا کر کھانا کھلانا زیادہ مناسب ہے لیکن متفرق طور پر کھانا کھلانا بھی جائز ہے۔ یا ایک محتاج شخص کو ہی ساٹھ دن تک کھانا کھلائے یا اس کی قیمت ادا کر دے۔

## رمضان شریف کے آخری دس دن

رمضان کے آخری دس ایام جبکہ ایک مسلمان بیس روزے رکھ چکا ہوتا ہے وہ اپنے اندر غیر معمولی بت ے

اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی محسوس کرتا ہے۔ رمضان کے تیس دن سارے کے سارے ہی مبارک ہیں مگر آخری دس ایسے ہیں جبکہ فرزندانِ اسلام محسوس کرتے ہیں کہ اب رمضان المبارک قریب الاختتام ہے اس لئے اگر کوئی کمی یا کوتاہی رہ گئی ہے تو اس کا ازالہ کر لیا جائے چنانچہ ان آخری دس ایام میں غیر معمولی اہتمام کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے :-

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دخل العشر الی العشر الاخیر من رمضان شدّ مئزرہ واحیا لیلہ وایقظ اھلہ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں عبادت کا خاص اہتمام فرماتے۔ رات کے اکثر حصہ میں عبادت کے لئے بیدار رہتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بیدار کرتے"۔

ایک اور روایت میں آیا ہے یجتھد فی العشر الاواخر ما لا یجتھد فی غیرہ یعنی آپ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کے لئے وہ مجاہدہ کرتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

**اعتکاف** :- رمضان کے آخری دس ایام میں روزہ دار مسلمان ایک عظیم نعمت سے نوازا جاتا ہے اور وہ نعمت اعتکاف ہے۔ اعتکاف کیا ہے؟ اس کے لفظی معنے تو ٹھہرنے اور ایک جگہ جم کر بیٹھنے کے ہیں مگر شرعی اصطلاح میں اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر قسم کے دنیاوی کاروبار چھوڑ کر عبادت کی نیت سے اور رضاءِ ربانی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے مسجد میں رات دن قیام کرے اور سب کچھ چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو جائے اور یہ ایام خالصۃً اسکی عبادت کے لئے وقف کر دے۔ اعتکاف کے احکام، مسائل اور معتکف کے جملہ احوال و کوائف اس قرآنی آیت کا آئینہ ہیں۔ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اعتکاف میں تلاوت قرآن کریم، ذکرِ الٰہی، تسبیح، تحمید، تکبیر اور درود شریف پڑھنے میں وقت گزارنا چاہیئے۔ اعتکاف کی عبادت کے لئے بہترین وقت رمضان المبارک کے آخری دس دن ہی ہو سکتے تھے اسلئے اس غرض کے لئے ان ایام کو ہی منتخب کیا گیا۔ اس ماہ میں تزکیۂ نفس اور روحانی تربیت کے لئے ایک کورس مقرر کیا گیا ہے لیکن اس سے بڑھ کر تعلق باللہ میں اعلیٰ ترقی اور امتیازی پوزیشن حاصل کرنے کے لئے اعتکاف کے دس دن رکھے گئے ہیں جبکہ ایک روزہ دار خدا تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرتا ہے اور اس کے لیل و نہار روتے اور آنسو بہاتے ہوئے گزرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ آپ ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے :-

عن عائشۃ قالت ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتّٰی توفاہ اللّٰہ ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ وفات تک آپؐ کا یہی معمول رہا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف فرماتی رہیں۔"

● عن ابن عباس انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی المعتکف ھو یعتکف عن الذنوب ویجری لہ من الحسنات کعامل الحسنات کلھا۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ گناہوں سے رُکا رہتا ہے اور اس کی نیکیوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے شخص کی طرح جاری رہتا ہے۔

اس حدیث میں اعتکاف کرنے والے کو خوشخبری دی گئی ہے کہ وہ مسجد میں مقید ہونے کی وجہ سے گناہوں سے رُک جاتا ہے اور کئی قباحتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور معتکف کے حساب میں وہ نیکیاں بھی شمار کر لی جاتی ہیں جو اعتکاف کی وجہ سے انسان نہیں کر سکتا۔ جیسے عیادت، نماز جنازہ میں شمولیت، والدین کی خدمت وغیرہ۔

معتکف اپنے اعتکاف میں صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد جائے اعتکاف میں داخل ہو جائے۔ بیسویں تاریخ کی صبح کو بعد نماز فجر مسجد میں (جہاں باقاعدہ پنج وقت نماز ہوتی ہو) آ جانا چاہئیے۔

اعتکاف سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ معتکف کو مسجد سے باہر قضاء حاجت، غسل اور جمعہ کی نماز کے لئے جانا جائز ہے۔ قضاء حاجت کے لئے چلتے چلتے اگر راستہ میں کسی کی بیمار پرسی کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہوئے بیمار کو پُوچھ لیا کرتے تھے مگر اس کے لئے ٹھہرتے نہیں تھے۔

**لیلۃ القدر :-** رمضان کی ایک امتیازی فضیلت یہ ہے کہ اس میں لیلۃ القدر ہے۔ قرآن کریم میں اس رات کی فضیلت کے بارہ میں آیا ہے :-

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

ہم نے یقیناً اس قرآن کو ایک عزت والی رات میں اُتارا ہے۔ اور تجھے کیا معلوم ہے یہ قدر والی رات کیا ہے؟ یہ قدر والی رات ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔ فرشتے اور روح القدس اس رات میں اپنے رب کے حکم سے تمام معاملات لے کر اترتے ہیں۔ یہ سلامتی ہے۔ اور یہ حالت صبح کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

● عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحرّوا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان۔ (البخاری)

**ترجمہ:**۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو (یعنی اکیسویں، تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات)"

لیلۃ القدر کی اگر تعیین کر دی جاتی تو عبادت میں آسانی ہوتی اور کوئی محنت یا جستجو نہ کرنی پڑتی۔ دراصل اس میں حکمت یہ ہے کہ رمضان کے آخری دس ایام میں غیر معمولی انہماک سے عبادت کی جائے جس میں حضور قلب ہو۔ کیا ہی مبارک حکمت اور مقصد ہے جو لیلۃ القدر میں رکھا گیا ہے۔ اگر انسان ان دس راتوں میں سنجیدگی سے عبادت کرے تو اس کی کایا پلٹ سکتی ہے، اس کے اندر ذہنی انقلاب آ سکتا ہے۔

● عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ القدر نزل جبرئیل علیہ السلام فی کبکبۃ من الملئکۃ یصلّون علی کلّ عبد قائم او قاعد یذکر اللّٰہ عزّ وجلّ۔

**ترجمہ:**۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں نزول فرماتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔

## لیلۃ القدر کی دعا

● عن عائشۃ قالت قلتُ یارسول اللّٰہ ارایت ان علمتُ ایّ لیلۃ لیلۃ القدر ما اقول فیھا قال قولی اللّٰھم انّک عفوٌّ تحبُّ العفوفاعفُ عنّی (ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کونسی رات لیلۃ القدر کی ہے تو میں اس رات اللہ سے کیا عرض کروں؟ آپؐ نے فرمایا یہ دعا کرو:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

اے میرے اللہ! تُو بہت معاف فرمانے والا اور بڑا کرم کرنے والا ہے اور درگزر کرنا تجھے بہت پسند ہے۔ پس تُو میری غلطیوں سے درگزر فرما۔

## صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر فرض ہے جو گھر کے تمام افراد کی طرف سے ادا ہونا چاہیئے۔ شرعی اصطلاح میں صدقۃ الفطر کا

مفہوم یہ ہے کہ روزہ دار کی غلطیوں اور لغزشوں کا کفارہ اور اس کی تلافی کے لئے ایک ذریعہ مساکین کی مالی خدمت و اعانت ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے :۔

فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر من رمضان صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر علی العبد والحرّ والذکر والانثیٰ والصغیر والکبیر من المسلمین۔ (بخاری و مسلم)

**ترجمہ** :۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا جَو کا ہر غلام، آزاد، مرد، عورت، بالغ اور نابالغ سب پر فرض کیا ہے۔

**تشریح** :۔ ایک حدیث میں تو آپ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ بغیر صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے روزہ کی قبولیت ہی نہیں ہوتی۔ یہ صدقۃ الفطر رمضان کے مہینہ کے ختم ہونے سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے اور گھر کے ہر فرد کی طرف سے ادا ہونا ضروری ہے تاکہ مساکین بھی عید کی خوشی میں شریک ہو سکیں۔ صدقۃ الفطر عملی ثبوت اور دلیل ہے کہ روزوں کی غرض پوری کر دی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کی حکمت "طھرۃ للصیام و طعمۃ للمساکین" کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ یعنی صدقۃ الفطر روزوں کی پاکیزگی کا باعث ہے اور مساکین کے لئے غذا و خوراک ہے۔ صدقۃ الفطر کو مختلف روایات میں زکوٰۃ الصوم زکوٰۃ الفطر اور زکوٰۃ رمضان کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ یہ صدقہ انفرادی اور اجتماعی فوائد کو لئے ہوئے ہے۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی اس نومولود بچہ کی طرف سے بھی ضروری ہے جو عید الفطر کی نماز سے پہلے پیدا ہوا ہو۔

ایک صاع کا وزن ہمارے ملک کے لحاظ سے دو سیر گیارہ چھٹانک کا ہوتا ہے۔ اس ملک کے لحاظ سے اتنے وزن کی گندم دی جاسکتی ہے۔ ایک صاع کے وزن کی قیمت یا جنس صدقۃ الفطر میں ادا کی جاسکتی ہے۔

## فدیہ

جو اشخاص بوجہ دائمی بیماری یا بڑھاپا روزہ نہیں رکھ سکتے یا بعض طبعی عذر کی بنا پر روزہ رکھنا ان کو منع ہو تو وہ فدیہ ادا کریں۔ یعنی ایک روزہ کے بدلہ کسی غریب کو دونوں وقت صبح و شام کا کھانا کھلایا جائے یا اس کی واجبی قیمت ادا کی جائے۔ لیکن اگر وہ مالی لحاظ سے کمزور ہوں اور فدیہ ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تو وہ معذور ہیں۔ جو صاحب حیثیت روزہ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی فدیہ بھی ادا کرتے ہیں وہ بہت ہی ثواب حاصل کرتے ہیں اور ان کے لئے یہ بابرکت ہے۔ اگر کسی وفات یافتہ عزیز کے ذمہ روزے ہوں تو ان کا فدیہ ادا کرنا بھی موجب خیر و برکت ہے۔ یہ خیال کرنا کہ تندرست آدمی کو محض فدیہ ادا کرنے سے روزہ کا اجر مل جاتا ہے غلط ہے۔ روزہ کی قضا روزہ ہی ہے۔ یہ فدیہ پیر فرتوت اور دائم المریض اشخاص کے لئے ہے۔

## روزہ از روئے طب!

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صُومُوا تصحّوا کہ روزہ رکھو اس سے تم کو صحت اور تندرستی حاصل ہوگی۔

بلاشبہ روزہ ایک روحانی مجاہدہ ہے۔ اس سے انسان کی روحانی بصیرت تیز ہوتی ہے مگر ظاہری طور پر بھی انسان مشکلات کے برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ جسمانی فوائد بھی روزہ کے موجودہ طب نے تسلیم کر لئے ہیں۔ فاقہ کرنے سے کئی خطرناک زہر انسانی جسم سے خارج ہو جاتے ہیں۔ زائد رطوبت خشک ہو جاتی ہے۔ غیر معمولی موٹاپا دُور ہو جاتا ہے۔ روزہ ذیابیطس کے بیماروں کے لئے تریاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلڈ پریشر کا بہترین علاج روزہ ہے۔ فاسد خون کے لئے روزہ عمدہ دوا ہے۔ روزہ سے کئی زخم اور ورم دُور ہو جاتے ہیں۔ امریکہ میں کئی ڈاکٹر روزہ سے علاج کرتے ہیں تفصیل کے لئے دیکھیں The book of fasting)۔ روزہ رکھنے سے انسان ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور اپنے اندر غیر معمولی چستی اور طاقت محسوس کرتا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم روزہ سے بیمار ہو جاتے ہیں وہ دراصل روحانی لحاظ سے بیمار ہیں۔ وہ روزہ کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اُن کے دل و دماغ زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ ان کی روحانیت ختم ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید تو کہتا ہے کہ روزے (خَيْرٌ لَّكُمْ) تمہارے لئے سراسر موجب خیر و برکت ہیں بہانے اور غلط عذر کی بناء پر روزہ نہ رکھنا خدا تعالیٰ کے حکم کو ٹالنا ہے والعیاذ باللہ۔

## روزہ اور دُعا۔ تہجد و تراویح

روزہ کا دعا کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے روزہ کے ذکر کے بعد قبولیت دعا کا ذکر یوں فرمایا ہے:۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ؕ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ (البقرہ)

**ترجمہ:۔** جب تم سے اے رسول! میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو تُو اُن سے کہہ دے مَیں تو قریب ہوں مَیں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ میرے احکام پر عمل کریں اور مجھ پر ایمان لائیں وہ یقیناً رشد و رہنمائی حاصل کریں گے۔"

اس سے بڑھ کر کیا بشارت ہو سکتی ہے کہ رمضان کے روزہ کی روحانی تاثیر سے دعائیں قبول ہوتی ہیں کیونکہ روزہ میں حقیقی انکساری اور فروتنی پیدا ہو جاتی ہے۔ رُوح گداز ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے بندہ پر ہر وقت نوازشات کا موقعہ تلاش کرتی ہے۔ رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ دعا کے متعلق آتا ہے کہ یہ عبادت

کی رُوح ہے۔ الدّعاء مخّ العبادۃ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَن لم یدع اللہ سبحانہ یغضب علیہ۔ جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتا اور اس سے دعا نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے۔ پھر حضورؐ فرماتے ہیں الدّعاء سلاح المؤمن و عماد الدین کہ دعا مومن کا ہتھیار اور دین کا ستون ہے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء کہ اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح اور عاجزی کرنے والے سے محبت رکھتا ہے۔

آج جبکہ الحاد اور مادیت نے شیطانی قوتوں کو طاقتور کر دیا ہے اس امر کی انتہائی ضرورت ہے کہ اس نازک دَور میں ہم تعلق باللہ حاصل کریں اور اس کا بہترین ذریعہ دعا ہے۔

روزہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس ماہ میں تہجد اور تراویح کی نماز کا التزام ہوتا ہے جس کو قیام اللیل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تراویح میں ایک مرتبہ قرآن کریم کا دَور ختم کیا جاتا ہے اور تہجد انفرادی نماز ہے مگر برکاتِ عظیمہ کی حامل ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس کے فضائل بہت دلربا بیان کئے گئے ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کی روحانیت اور تقویٰ میں بہت زیادتی کرتی ہے۔ انسانی دل و دماغ میں جلا پیدا کرتی ہے۔ دلوں کی کدورت اور آلائش اس وقت کی نماز سے دُھل جاتی ہے۔ تہجد کی نماز قربِ الٰہی کا خاص وسیلہ ہے۔ قرآن شریف میں تہجد کی نماز کے متعلق "نَافِلَةً لَّكَ" آیا ہے جس کے معنے ہی یہ ہیں کہ یہ چیز زائد اجر والی ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور یہ مبارک ساعت قرب کا باعث ہے۔ کیا ہی مبارک ہیں وہ جن کو رمضان المبارک کے مہینہ میں یہ مبارک گھڑی نصیب ہوتی ہے اور وہ اپنے دامن کو برکاتِ الٰہیہ سے بھرتے ہیں!

تہجد کی نماز کی عادت رمضان میں خود بخود ہو جاتی ہے۔ یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ انسان آرام کی نیند سو رہا ہوتا ہے۔ اس وقت اُٹھ کر وضو کرنا اور نماز پڑھنا خاص مجاہدہ ہے نیز یہ وقت عبادت کے لئے بہت ہی مناسب ہے۔ ہر طرف خاموشی اور سکون ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور غیر معمولی حضورِ قلب سے انسان راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے۔ قرآن شریف نے تہجد کی نماز کی فضیلت ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا۔ کہ رات کی بیداری نفس کے جذبات کو دبانے کا بہترین ذریعہ ہے اور انسان کی گفتگو میں سنجیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ تزکیہ نفس کے لئے تہجد بہترین نماز ہے۔

## عید الفطر!

عید الفطر کے لفظی معنے ہیں روزہ چھوڑنے کی تقریب خوشی۔ یہ عید ان روزہ داروں کے لئے

جشن مسرت ہے جنہوں نے رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہ کر رضاء ربانی حاصل کی ہے۔ رمضان المبارک کے جملہ احکام و مسائل اور مقاصدِ عالیہ کے پیشِ نظر یہ عید الفطر اس مقصد کے لئے ہے کہ پورے ایک ماہ کی روحانی ریاضت نے ہمارے اندر اطاعت، فرائض، عقیدت، محبت اور تسلیم و رضا کا جو جذبہ پیدا کیا ہے اس پر ہم خوش ہیں اور ہم اس کا عہد کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے اندر ایک تعمیری انقلاب پیدا کیا ہے۔ اور یہ خوشی انبساط کی تقاریب، دعوتیں، اچھے کپڑے اور دوست احباب کی گھروں میں آمد اور ملاقاتیں اس روحانی خوشی کی غمازی کر رہی ہیں۔

مقامِ افسوس ہے کہ عید الفطر جو اسلامی تمدن کا حقیقی مظہر ہے اسے آج نام کے مسلمان مغرب کے تمدن کو اختیار کرتے ہوئے موسیقی اور رنگا رنگ کے پروگرام سے مناتے ہیں حالانکہ یہ رمضان کی روح کے بھی خلاف ہے اور خدا تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے۔

## مسائل عید الفطر

(۱) صدقۃ الفطر ادا کر کے عیدگاہ کی طرف روانہ ہوں (۲) عید کے دن غسل کرنا مستحب ہے (۳) خوشبو کا استعمال کرنا مسنون ہے (۴) عید الفطر کی نماز میں کچھ نہ کچھ کھا کر شامل ہونا سنت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طاق کھجوریں کھایا کرتے تھے (۵) پیدل چلنا سنت ہے۔ آتے اور جاتے وقت راستہ تبدیل کریں (۶) نمازِ عید کے لئے نہ اذان ہے اور نہ ہی اقامت (۷) عورتیں بھی عیدگاہ میں حاضر ہوں۔ (۸) عید کی نماز کے لئے بارہ تکبیرات زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ۔ جو تلاوتِ سورہ فاتحہ سے پہلے کہی جاتی ہیں (۹) خطبہ اہتمام سے سُننا چاہیئے۔ (۱۰) عید کی نماز سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز نہیں ہے۔ (۱۱) حضورؐ نے فرمایا ہے زَیِّنُوا اَعْیَادَکُمْ بِالتَّکْبِیْرِ کہ اپنی عیدوں کو تکبیرات کے ذریعہ مزین کرو۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:-

اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللّٰہ۔ واللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر۔ وللّٰہ الحمد۔

(۱۲) نمازِ عید کے اختتام پر ایک دوسرے کو مل کر مبارکباد دیں اور ایک دوسرے کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے روزے قبول کرے۔ (۱۳) عید الفطر کے بعد شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھنے مسنون ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:-

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَذَالِکَ صِیَامُ الدَّھْرِ۔

کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے ایک سال کے روزے رکھے " وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین ٭

# رمضان المبارک اور اس کے مسائل کے بارے میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات

{ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اِس زمانہ میں حَکَم عَدَل بنا کر بھیجا ہے۔ قرآن پاک اور سنّت نبویؐ کی روشنی میں آپؑ کے فرمودات میں سے چند درج ذیل ہیں ——— (ایڈیٹر) }

## (۱) روزہ کی اہمیّت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :-

" میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں "

(الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۱ء)

## (۲) دُعاؤں کا مہینہ

حضورؑ نے فرمایا :-

" رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے " (الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۱ء)

## (۳) مغفرت حاصل کرنے کا مہینہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :-

" حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔ اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہمّ و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچے کے

واسطے بہت دُکھ اُٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو، چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ ہماری لڑکی کو ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا تھا۔ ہمارے گھر سے اس کی تمام قے وغیرہ اپنے ہاتھ پر لیتی تھیں۔ ماں بہت تکالیف میں بچے کے شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی۔"
(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۲)

## (۴) سفر میں روزہ کا کیا حکم ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ کا کیا حکم ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "قرآن شریف سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفرٍ فعدّۃ من ایامٍ اُخر یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اسلئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عدۃ من ایام اُخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زورِ بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اس کی اطاعتِ امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔"
(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۷۹)

## (۵) روزہ صحیح نیت سے ہے

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی۔ اب میں کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ "ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۲)

## (۶) روزہ دار کا آئینہ دیکھنا

ایک شخص کا سوال حضرت اقدس کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا "جائز ہے۔"
(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۳)

## (۷) روزہ دار کا تیل لگانا

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ حالتِ روزہ میں سر کو یا داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ "فرمایا "جائز ہے۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۳)

## (۸) بیمار کے لئے روزہ رکھنے کا حکم نہیں

اسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا "یہ سوال ہی غلط ہے، بیمار کے لئے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۳)

## (۹) مسکین کو کس جگہ کھانا کھلایا جائے؟

اسی شخص کا یہ سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہئے اس کے کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا "ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں کسی مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۳)

## (۱۰) روزہ دار کا سُرمہ لگانا

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھ میں سُرمہ ڈالے یا نہ ڈالے.... فرمایا "مکروہ ہے۔ اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سُرمہ لگائے، رات کو سُرمہ لگا سکتا ہے۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۴)

## (۱۱) جو روزہ نہ رکھ سکیں

سوال:- بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت مثل تخم ریزی و درودگی ہوتی ہے۔ ایسے مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب یُسر ہو رکھ لے۔" اور وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ کی نسبت فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۴)

# مدیر فاران واقعی لاجواب ہو گئے

(جناب مولوی محمد اجمل صاحب شاہد ایم۔اے، کراچی)

مدیر فاران ماہر القادری صاحب نے گزشتہ چند ماہ کے شماروں میں جماعت احمدیہ کے خلاف غیر مہذب اور سوقیانہ زبان میں بعض باتیں تحریر کیں۔ ہماری طرف سے ان کے تمام اعتراضات کے جواب مدلل طور پر الفرقان میں دیئے گئے اور ان کو علمی رنگ میں معقول سطح پر تبادلۂ افکار کی دعوت بھی دی گئی مگر انہوں نے گریز کی راہ اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھی اور وہی امور جن کے تفصیلی جواب الفرقان کی ستمبر اور اکتوبر کی اشاعت میں دیئے گئے تھے ان کو ہی دہراتے چلے جا رہے ہیں۔ نہ وہ کسی علمی مسئلہ پر تبادلۂ افکار کے لئے تیار ہوئے ہیں اور نہ ہی انہوں نے ہمارے جواب کے مقابل پر کوئی بات تحریر کی ہے۔ اس سے ان کی علمی کم مائیگی اور جہالت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے مضامین بھی انکی اپنی ذہنی کاوش کا نتیجہ نہیں ہیں صرف الیاس برنی کی کتاب سے سب کچھ نقل کیا گیا ہے جس کا اظہار ماہ دسمبر کی فاران کی اشاعت میں برملا ہو گیا ہے۔

ماہر القادری صاحب نے الفرقان کی خاص اشاعت (ستمبر) اور اکتوبر کے الفرقان میں مندرجہ حقائق کے متعلق ایک بھی بات ماہ اکتوبر کی اشاعت میں تحریر نہیں کی اور یہ انکے "لاجواب" ہونے کا واضح اعلان تھا۔ فاران کی ماہ نومبر اور دسمبر کی اشاعت میں بھی انہوں نے ہمارے جواب کے متعلق کچھ تحریر نہیں کیا بلکہ اپنی بعض پرانی باتوں کو پھر دہرا دیا ہے، اور آئندہ کے لئے اس سلسلہ کے ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں :-

"ہم اپنے مضامین میں مسلک قادیانیت کے قریب قریب تمام گوشوں کو بے نقاب کر چکے ہیں اور ان کے تمام بنیادی اور اہم دعووں اور دلیلوں کی تردید کر چکے ہیں ..... اسلئے اب اس سلسلہ کو مزید جاری رکھنے کی ضرورت نہیں۔" (فاران دسمبر ۶۶ء)

قادری صاحب کس قدر غلط بیانی کر رہے ہیں کہ انہوں نے ہماری دلیلوں کی تردید کر دی ہے حالانکہ انہوں نے ہمارے پیش کردہ دلائل کو چھوا تک نہیں۔

**دو فیصلہ کن امور**

قادری صاحب نے اپنے مضامین میں جو جماعت احمدیہ کے خلاف بے سرو پا باتیں کیں اُن میں تمام زور دو باتوں پر تھا (۱) صرف حضرت مسیح ابن مریمؑ ہی نازل ہونگے اور اُن کا کوئی مثیل نہیں آئے گا (۲) سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں اسلئے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ہم نے قادری صاحب سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اگر حضرت مسیح ناصریؑ ہی آسمان سے نازل ہونگے تو آپ پہلے ان کا آسمان پر جانا اور انکی حیات قرآن و سنت سے ثابت فرمائیں مگر اسکے جواب میں انہوں نے لکھا:-

"میں نے اپنے کسی مضمون میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کی بحث ہی کو نہیں چھیڑا۔ اسلئے مجھ سے اس کے ثبوت کا مطالبہ کرنا ہی درست نہیں"

لیکن جب ہم نے مکرر یہ تحریر کیا کہ جب قادری صاحب حضرت مسیح ناصری کے آسمان سے نازل ہونے کے قائل ہیں تو پھر اُن کی آسمان پر حیات کا بارِ ثبوت بھی ان کے ذمہ ہے۔ اس پر جو کچھ انہوں نے دسمبر کے پرچہ میں تحریر کیا ہے وہ اُن کے تہی دست ہونے کا بالکل کھلا اعتراف ہے۔ لکھتے ہیں :-

"ربوہ کے "الفرقان" نے راقم الحروف کو حیاتِ مسیح پر مناظرہ کی دعوت بلکہ چیلنج دیا تھا ... حیاتِ مسیح اور نزولِ مسیح کے مسئلہ میں میرے یا کسی دوسرے ناقد کے بحث و مناظرہ نہ کرنے سے یہ مطلب تو اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ نفسِ مسئلہ ہی کالعدم ہو گیا۔"

واضح بات ہے کہ اگر حیاتِ مسیح کے حق میں کوئی دلیل ہے تو پھر اس کے پیش کرنے سے گریز کیوں ؟ اور اس پر تحریری فیصلہ کن مناظرہ سے پہلو تہی کیوں ؟ قرآن کریم نے صدق و کذب کا یہی معیار پیش کیا ہے اور ہمیشہ یہی مطالبہ پیش کیا ہے ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ کہ اگر تم اپنے ادعا میں سچے ہو تو اس کیلئے کوئی دلیل پیش کرو۔ کیا اس قرآنی اصل کے مطابق ان کا اور ان کے پیر و مرشد مولوی مودودی صاحب کا حیاتِ مسیح کے ثبوت میں دلائل و براہین پیش کرنے سے گریز ان کے باطل پر ہونے کا واضح ثبوت نہیں ؟ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسئلہ حیات و وفاتِ مسیح کو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

"اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۶)

کس قدر آسان طریق فیصلہ ہے۔ قادری صاحب کو کسی قسم کے گالی گلوچ کی ضرورت ہی نہیں تھی وہ اگر صرف اس ایک معیار پر تمام بات کو پرکھ لیتے تو خود بخود فیصلہ ہو جاتا۔ مگر قادری صاحب اور انکے ہمنواؤں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حیاتِ مسیح کے متعلق ان کا صرف ادعا ہی ہے اور وہ قرآن کریم اور احادیث سے اس کے حق میں کوئی بھی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ صحیح حدیث تو درکنار وہ کوئی وضعی حدیث بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے کہ جس میں حضرت مسیح کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے کا ذکر ہو۔ چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اپنی کتاب کتاب البریہ میں ایسی حدیث پیش کرنے والے کیلئے بیس ہزار روپیہ انعام مقرر فرمایا ہے مگر آج تک کسی کو اس چیلنج کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ اس قدر تحدی کے بعد بھی اگر یہ مسئلہ "کالعدم" نہیں ہوا تو اور کیا باقی رہ گیا ہے ؟

دوسرا اہم اور بنیادی مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ہے۔ قادری صاحب نے اپنے اکتوبر کے پرچہ میں اس بات کو تسلیم کیا تھا کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں ایسا کوئی حوالہ نہیں ہے کہ جس میں انہوں نے سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کیا ہو مگر بایں ہمہ وہ بار بار جماعت کو ختم نبوت کا منکر بھی قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ الزام بدرجۂ اولیٰ

اُن پر عائد ہوتا ہے کیونکہ وہ حضور ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیح ناصری کی آمد کے قائل ہیں جو کہ بنی اسرائیل کے ایک **مستقل نبی تھے**۔ اس ضمن میں ہم نے یہ تحریر کیا تھا کہ جماعت احمدیہ "ختم نبوت" کے وہی معنی کرتی ہے جو خود قادری صاحب کے مسلّم بزرگانِ سلف نے کئے ہیں۔ قادری صاحب نے لکھا تھا:-

"ان بزرگوں کے اقوال اگر بلا کم و کاست درج کر دیئے جائیں تو اس پر گفتگو کی جا سکتی ہے"

(فاران ماہ اکتوبر ۶۶ء)

چنانچہ ہم نے مولانا محمد قاسم نانوتوی جن کو قادری صاحب نے "علم و فضل کا سمندر" قرار دیا تھا اُن کے اور دیگر بزرگان کے حوالجات تحریر کر دیئے تھے مگر قادری صاحب نے اس کے متعلق بالکل چُپ سادھ لی ہے اور ایک بھی بات تحریر نہیں کی۔ مگر ان کو پھر بھی ضد ہے کہ وہ "لاجواب" نہیں ہوئے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

غرض یہ دونوں بنیادی امور ہم نے اُن کے سامنے پیش کئے مگر دلائل سے تہی دست ہونے کی وجہ سے قادری صاحب کچھ بھی نہیں لکھ سکے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جس دوست نے بھی فاران اور الفرقان کے پرچوں کا تقابلی مطالعہ کیا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ قادری صاحب کسی علمی مسئلہ پر تبادلۂ خیال کے اہل نہیں ہیں۔ چنانچہ ابر گنوری صاحب 'ایک غیر از جماعت' کے تاثرات الفرقان کی نومبر کی اشاعت میں شائع ہو چکے ہیں۔ مگر قادری صاحب نے ان کے مدلّل خط کو پڑھ کر اس کا صرف یہ جواب دیا ہے کہ وہ "بہائی" ہو گئے تھے[1]۔ سوال یہ نہیں کہ وہ کس خیال کے ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جن خیالات کا اظہار ان کے دوست اور راز دان ہونے کے لحاظ سے اور پھر ہمارے جواب کے مطالعہ کے بعد کیا ہے وہ قادری صاحب کی صحیح تصویر ہے۔ ایسی سچی حقیقت کو پڑھ کر قادری صاحب جیسے مغلوب الغضب انسان کے لئے چیں بہ جبیں ہونا طبعی امر ہے۔ بہرحال قادری صاحب نے آئندہ کے لئے جماعت کے خلاف خامہ فرسائی بند کرنے کا اعلان کر کے بہت مستحسن اقدام کیا ہے۔ مذہبی اور علمی تبادلۂ افکار ان کا میدان ہی نہیں ہے۔ شعر و شاعری اور بعض مضامین لکھنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مذہبی کوچہ میں بھی رسائی رکھتے ہیں

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

| | |
|---|---|
| **ضروری اعلان** | اگر مدیر فاران نے اپنے اعلان کے مطابق سچ مچ خاموشی اختیار کر لی تو ہمیں آئندہ ان کے جواب میں لکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہو گی۔ (مدیر الفرقان) |

[1] الفرقان :- بہائی ہونے کے متعلق تو گنوری صاحب ہی روشنی ڈال سکتے ہیں مگر قادری صاحب اپنے اس بیان پر تو غور کریں "ڈاکٹر شنکر پرشاد نے قادیانیت کا صحیح تجزیہ (؟) کیا ہے" (فاران دسمبر ۶۶ء)

# عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی - دیار، کیل، پڑتل —

کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت منداصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں

★ گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون ۶۲۶۱۸

★ سٹار ٹمبر سٹور

۹۰ فیروزپور روڈ لاہور

★ لائلپور ٹمبر سٹور

راجباہ روڈ لائلپور - فون ۳۸۰۸

# رشید آئل گرز

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی تیل کی بچت

اور

افراطِ حرارت

دنیا بھر میں

بہترین ہیں

اپنے شہر کے ڈیلر سے

طلب فرمائیں

رشید اینڈ برادرز

ٹرنک بازار سیالکوٹ

# مفید اور مؤثر دوائیں

## نورِ کاجل

**ربوہ کا مشہورِ عالم تحفہ!**

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے بہترین تحفہ۔ خارش، پانی بہنا، پھینی، ناخنہ، ضعفِ بصارت، وغیرہ امراضِ چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

## تریاق اٹھراء

اٹھراء کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔!

اٹھراء بچوں کا مردہ پیدا ہونا یا پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہونا یا لاغر رہنا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔!

قیمت - پندرہ روپے

## نورِ نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تجویز۔ جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔

مکمل کورس - پچیس روپے

## نورِ منجن

دانتوں کی صفائی صحت کے لئے ازحد ضروری ہے

یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت اور علاج کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت - ایک روپیہ

## خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ


(طابع و ناشر: ابوالعطاء جالندھری - مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ - مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

# حضرت شیخ عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر

اخویم جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل رضی اللہ عنہ عنفوانِ جوانی میں ہندوؤں میں سے مسلمان ہوئے اور ۸۰ سال کی عمر تک نہایت مخلصانہ خدماتِ دینیہ بجا لا کر واصل باللہ ہو گئے۔ محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر لائل پوری نے نہایت صحیح الفاظ میں آپ کے فضائل و صفاتِ حسنہ کا ذکر فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء

(ایڈیٹر)

زیستن در خدمتِ دینِ متیں — بر زمیں خلدِ بریں باشد ہمیں
عبدِ قادر از سرِ صدق و صفا — صرف کردہ عمر در تبلیغِ دیں
واعظِ عذب البیاں رطب اللساں — ناشرِ توحیدِ ربّ العالمیں
نقشِ تحریرش سراپا دلربا — طرزِ تقریرش بہ غایت دلنشیں
مردِ عارف، زاہدِ شب زندہ دار — ہوشمند و صاحبِ رائے رزیں

بے ریا، بے نفس، بے خود، بے غرض — حاصلِ مہر و وفا، نعم القریں
مہربان و خاکسار و نرم خو — سیرتش ہموار و اوصافش گزیں
خاکساری سروری باشد ہے — در تہِ دریا بُوَد دُرِّ ثمیں

رفت مارا ہست اندر یادِ اُو — چشمِ گریاں، سینہ بریاں، دل حزیں
مرگِ عالِم بُود مرگِ عالَمے — عالَمِ عالِم شد جہاں اندوہگیں

بادِ اُو در حضرتِ ربّ الانام
شادمند و شاد بہر و شاد کام

# حضرت مولانا شمس رضی اللہ عنہ کے صفاتِ حسنہ

(فارسی زبان کے ماہر شاعر اور سلسلہ احمدیہ کے فدائی محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت لائلپور نے مندرجہ ذیل اشعار میں حضرت علامہ مولانا شمس رضی اللہ عنہ کے فضائل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء ـــــ (ایڈیٹر))

پیکرِ ایمان و عرفاں شمسِ ما　　واقفِ اسرارِ قرآں شمسِ ما
عندلیبِ بوستانِ احمدی　　از معارف گوہر افشاں شمسِ ما
یادگارِ حافظِ روشن علی　　ماہِ رخشاں مہرِ تاباں شمسِ ما
در بدر مجموعۂ علم و عمل　　سر بسر شمشیرِ بُرّاں شمسِ ما
احمدی اخلاق را آئینہ دار　　جُملگی درویشِ یزداں شمسِ ما
ہم بہ لندن نغمہ پردازِ ہُدیٰ　　ہم دمشق اندر حُدی خواں شمسِ ما
ہم بہ مشرق نورِ علمش در رسید　　ہم بہ مغرب شد درخشاں شمسِ ما
از برائے احمدیت خالدے　　مردِ میداں سیفِ یزداں شمسِ ما

از درِ تقریرہا بارندہ میغ
از سرِ تحریرہا بُرّندہ تیغ

یاد آید خوبیِ گفتارِ اُو　　دامنِ دل مے کشد کردارِ اُو
چشمہا در یادِ اُو خوں نابہ بار　　بر زباں ہا مے رود اذکارِ اُو
سابق الخیرات آمد آنچناں　　یا رُبودہ ہمت از پیرارِ اُو
محورِ اُو در جہاں تبلیغِ دیں　　احمدیت مرکزِ پرکارِ اُو
ہمتِ والائے او را درنگر　　وا بہ بیں قربانی و ایثارِ اُو

زیستن در خدمتِ دینِ متیں
ہم بہ دُنیا یافتن خُلدِ بریں